بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا اوکاڑویؒ اکادمی (العالمی) اور سوادِ اعظم اہلِ سنّت حقیقی کی اپیل پر

ہر سال ماہِ رجب کے تیسرے جمعۃ المبارک کو

عالمی یومِ خطیبِ اعظم پاکستان

منایا جاتا ہے۔ ملک و بیرونِ ملک اہلِ سنّت و جماعت کی تمام مساجد میں ائمہ و خطباءِ کرام، خطباتِ جمعہ میں مجددِ مسلکِ اہلِ سنّت، محسنِ ملک و ملت، عاشقِ رسول (ﷺ)، محبِ صحابہ و آلِ بتول، محبوبِ اولیاء، خطیبِ اعظم پاکستان حضرت الحاج علامہ قبلہ **مولانا محمد شفیع اوکاڑوی** قدس سرّہٗ الباری و رفع اللّٰہ درجتہ کو خراجِ عقیدت و محبت پیش کرتے ہیں اور ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔ ان کا یہ عمل اہلِ سنّت و جماعت کے محسن و ممدوح سے اظہارِ محبت و عقیدت بھی ہے اور مسلکِ حق کی تائید بھی۔

ان شاء اللّٰہ تعالیٰ حسبِ سابق اِس سال بھی ماہِ رجب کی تیسری جمعرات و جمعہ کو جامع مسجد گلزارِ حبیب (ﷺ)، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی، میں سالانہ دو روزہ مرکزی عرس مبارک کی تقریبات ہوں گی۔ آپ سے گزارش ہے کہ اہلِ سنّت کے مراکز اور مساجد و مدارس میں حضرت خطیبِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کو ایصالِ ثواب کے لئے

جمعہ 29 اپریل 2016ء کو یومِ خطیبِ اعظم

منانے کا اہتمام کر کے عنداللّٰہ ماجور ہوں۔ (جزاکم اللّٰہ تعالیٰ)

(اخبارات و جرائد کو اس سلسلے میں منعقدہ تقریبات کی تفصیلات برائے اشاعت ضرور بھجوائیں)

رابطہ : 0092 21 3225 6532

موبائل : 0306-2208613

توجہ فرمائیں

مجددِ مسلکِ اہلِ سنّت، عاشقِ رسول (ﷺ)، خطیبِ اعظم پاکستان حضرت علامہ **مولانا محمد شفیع اوکاڑوی** رحمۃ اللّٰہ علیہ نے ۲۱ رجب ۱۴۰۴ھ بمطابق ۲۴ اپریل ۱۹۸۴ء کو اس دارِ فانی سے خلدِ بریں کی طرف رحلت فرمائی۔ ان کے دوسرے سالانہ عرس سراپا قدس کے موقع پر ایک مبسوط اور ضخیم کتاب "خطیبِ پاکستان (اپنے معاصرین کی نظر میں)" شائع کی گئی۔ جس میں عمائدینِ حکومت، علما و مشائخ، شاعروں، ادیبوں اور عقیدت مندوں کے مشاہدات و تأثرات شامل تھے۔

حضرت قبلہ عالم خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے حوالے سے اب تک جمع ہونے والی تحریروں پر مشتمل ایک مجموعہ اشاعت کے لیے تیار ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ حضرت خطیبِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کی دینی و ملی خدمات، اُن کی بے مثال خطابت، مسلکِ حق کے لئے تجدیدی و انقلابی کارگزاری، ملک و قوم کی تعمیر و ترقی و دیگر صدقاتِ جاریہ، سیاسی و سماجی مساعی، تحقیق و تصنیف اور ذات و صفات کے بارے میں اپنے مشاہدات و تأثرات (نثر و نظم) میں بلاتاخیر ہمیں بھجوادیں۔ آپ کے پاس ان کی کوئی تقریر و تحریر یا تصویر محفوظ ہو تو ہمیں اس کی نقل ضرور فراہم کریں۔ ہم اس کے لئے آپ کے شکرگزار رہوں گے۔

مولانا اوکاڑویؒ اکادمی (العالمی)

۵۳-بی، سندھی مسلم سوسائٹی، کراچی-74400

53-B, S.M.C.H.Society, Karachi - 74400

فون: +92 (021)3452 1323 , 3452 5343

Email : maulanaokarviacademy@yahoo.com

ایک گزارش

اہلِ ایمان، اہلِ محبت سے گزارش ہے کہ وہ سالانہ عرس شریف کی محفل میں اجتماعی طور پہ ایصالِ ثواب (ہدیہ کرنے میں) شمولیت چاہیں تو قرآنِ کریم، دُرود شریف، کلمہ طیبہ اور دیگر اوراد و وظائف پڑھ کر اس کی صحیح تفصیل تحریری طور پر ہمیں بھجوائیں تا کہ دین و ملت کے عظیم محسن کو زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا ایصالِ ثواب کیا جائے۔

دینی مدارس میں اگر عرس کے ایام میں قرآن خوانی کا خصوصی اہتمام کیا جائے تو یقیناً یہ نہایت مبارک و مستحسن ہوگا۔جزاکم اللّٰہ تعالٰی

درسِ قرآنِ کریم

مجاہد اہلِ سنت، عالمی مبلغِ اسلام، خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی ہر جمعہ کو نماز سے قبل دوپہر ایک بجے جامع مسجد گلزارِ حبیب (ﷺ)، گلستان اوکاڑوی، کراچی میں درسِ قرآنِ کریم بیان فرماتے ہیں۔ ہر ماہ کی 21 ویں شب کو حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ کے مزار شریف پر بعد نماز عشاء ختم غوثیہ کا ورد ہوتا ہے، علاوہ ازیں ہر ماہ گیارہویں شب کو گیارہویں شریف کا رُوحانی اجتماع ہوتا ہے۔(خواتین کے لئے باپردہ نشست کا اہتمام ہوتا ہے)

اطلاع

گزشتہ کچھ برس سے علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے بیان ہونے والے درسِ قرآن کی ریکارڈنگ کی جارہی ہے، وہ تمام سی ڈیز مکتبہ گلزارِ حبیب (ﷺ)، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی میں دستیاب ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللّٰہ وعلیٰ الک واصحابک یاحبیب اللّٰہ

"دست بستہ"

اللّٰہ تعالٰی رحمٰن ورحیم، حی و قیوم، مالک ورازق جل جلالہ ہمارا معبودِ حقیقی اور وحدہ لاشریک ہے۔ کائنات ارضی وسماوی کا خالق ہمارا رب کریم ہم پر کتنا مہربان ہے، ہم اس کا صحیح اندازہ بھی شاید نہیں کر سکتے۔ اس کا بے پناہ کرم ہی ہے کہ وہ ہماری خطاؤں پر فوراً ہماری پکڑ نہیں کرتا۔تواب ورحیم ہمارے معبودِ کریم جل شانہ نے ہمارے لیے نعمتوں کا انبار لگادیا ہے، ہم اس کی نعمتوں کی قدر اور ان نعمتوں پر اس کا شکر بھی کہاں کرپاتے ہیں۔تن پروری اور کتنی خواہشات کی پے روی میں گُم ہم اس کے حضور سجدہ ریزی میں بھی سستی و کوتاہی کرتے ہیں، پانی اور ہوا جیسی گراں قدر نعمتیں ہم کس "آسانی" سے استعمال کرتے ہیں اور توجہ نہیں کرتے کہ اللّٰہ تعالٰی کی ہم پر کتنی مہربانی ہے۔یہ رنگا رنگ کائنات اور اس کی ہر شے انسان کے لیے ہے، مگر یہ انسان رب تعالٰی کی عبادت اور اس کی معرفت (پہچان) کے لیے ہے۔جو یہ راز پا گئے وہ زندگی اور بندگی میں کامیاب ہوگئے۔رب تعالٰی کی یہ ساری کائنات اس کے حبیبِ کریم اس کے سب سے پیارے اور آخری رسولِ مقبول ﷺ کا صدقہ وطفیل ہے۔رب تعالٰی جل وعلا نے اپنے محبوب کریم ﷺ ہی کی خاطر یہ بزم کائنات سجائی ہے۔وہ خلقت میں اوّل اور بعثت میں آخر ہیں۔وہ مظہر ذاتِ باری تعالٰی ہیں۔وہ اللّٰہ تعالٰی کے نور سے بنے ہیں اور باقی مخلوق ان کے نور کے فیضان سے ہے۔وہ کائنات کی سب سے مکرم ومحترم ہستی ہیں، بے مثل و بے مثال، ان میں ہر کمال بھی اپنے کمال پر ہے۔ان سا کوئی نہیں اور ہوسکتا بھی نہیں کیوں کہ وہ خاتم النبیین ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، نہ ہی سوچا جاسکتا ہے۔

اللّٰہ تعالٰی کا فضل وکرم اور شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے اور آخری رسولِ مکرم ﷺ کا امتی بنایا، ایمان کی بے پایاں دولت ونعمت سے نوازا، ہمیں اپنے پیارے نبی اکرم ﷺ کی محبت وتعظیم کی نعمت عطا فرمائی۔اللّٰہ تعالٰی جل شانہ کے آخری رسولِ مکرم ﷺ کی نسبت ہمارے لیے دنیا و آخرت میں ہمارا سب سے بڑا اعزاز ہے، اس کے لیے اللّٰہ رب العزت جل مجدہ کا جس قدر بھی ہم شکر کریں وہ کم ہے۔ ہمارے پیارے رسولِ اکرم ﷺ کی ازواج واولاد، ان کے اہلِ بیت اطہار، ان کے صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین، ان کے ہر پیارے اور ان کے ہر حوالے سے ہمیں پیار ہے۔ان کے شہرِ مقدس کی خاک بھی ہمارے لیے سرمہ چشم ہے۔

اللّٰہ تعالٰی جل شانہ کے پیارے اور آخری رسولِ اکرم ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت ہمارے ایمان کی جان اور دارین میں ہمارے لیے امان ہے اور ہمیں یہ دولت ہمارے آقائے نعمت، مرشد ومربی، ہمارے قبلۂ عالم حضرت مجددِ مسلکِ اہلِ سنت، عاشقِ رسول، محبِ صحابہ وآلِ بتول، محبوبِ اولیاء خطیبِ

اعظم علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورضی عنہ کی نسبت وارادت سے ملی۔ اللہ تعالیٰ کے حبیبِ مکرم ﷺ کے اہلِ بیت اطہار اور اصحاب سے انہیں والہانہ محبت تھی، وہ اولیاء اللہ کے فدائی تھے اور خود محبوب ہستی تھے، وہ قرونِ اُولیٰ کے مثالی مسلمانوں کی جیتی جاگتی عمدہ تصویر تھے، غریقِ عشقِ رسول تھے اور بلاشبہ ہم گناہ گاروں کے لیے اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمت تھے۔ ان کی 55 برس کی مختصر عمر مثالی کارہائے نمایاں انجام دینے میں بسر ہوئی، انہوں نے عقائد واعمال کی اصلاح کے لیے اپنی سحر آفرین خطابت سے سمتوں میں وہ مقبولیت پائی جو انہی کا حصہ تھی۔ ان کی کثیر الجہات اعلیٰ خدمات اور کثیر الصفات محبوب ومحترم شخصیت کے تذکار بھی ہم تا حال پوری طرح احاطۂ تحریر میں نہیں لا سکے۔ انہوں نے ہمہ وقت ہمہ جاں اَن تھک مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ صرف تعلیم وتدریس، تحقیق، تصنیف وتالیف، کردار سازی، تربیت، تنظیم اور تعمیر و ترغیب ہی کے چند شعبوں میں بھی ان کی عمدہ کاوشیں آج تک سراہی جاتی ہیں، وہ عہد آفرین ہستی تھے۔ ان کے ظاہر وباطن اور قلب ولسان میں کمال ہم آہنگی تھی۔ وہ صدق واخلاص کے پیکر، راسخ العقیدہ متصلب سُنّی مسلمان اور اہلِ سنّت وجماعت کے قافلہ سالار مرکزی رہنما تھے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انہیں جو خوبیاں عطا فرمائی تھیں ان کی وجہ سے انہیں ان کے مشائخ واساتذہ بھی قابلِ قدر قرار دیتے تھے۔ دین اور ملک و ملت کے لیے انہوں نے بلاشبہ مثالی اور یادگار خدمات انجام دیں۔ ہجری تقویم کے مطابق ماہِ رجب میں ہر سال ان کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر دنیا بھر میں زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب کے لیے اس یادگاری مجلّے کی اشاعت کا تسلسل تو ہم نے کسی طور رکھا ہے مگر سچ ہے کہ ہم ان کے شایانِ شان تا حال کچھ نہیں کر سکے اور یہ کاوش بھی ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم کے فرزند وجانشین خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی خصوصی توجہات کی بدولت ہم کر پاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے باکمال والدِ گرامی علیہ الرحمہ کی جانشینی کا جس طرح حق ادا کیا، وہ یقیناً ہم سب کے لئے قابلِ رشک ہے۔ اسفار کی بہتات، خطابات کی کثرت، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے تقاضے پورے کرتے ہوئے انہیں پورا آرام بھی نہیں ملتا مگر بایں ہمہ مساجد ومدارس کی تعمیر ونگرانی، تحقیق وتصنیف ہی نہیں وہ دنیا بھر میں وابستگان اور عقیدت مندوں کی تسلی وتشفی بھی کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا اُن پر فضل وکرم ہے کہ وہ کام کے دھنی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے وقت میں برکت رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے محبوبِ پاک، صاحبِ لولاک ﷺ کے صدقے ان کو صحت وتوانائی کے ساتھ سلامت رکھے اور ان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

☆ اس مجلّے کی اشاعت ہر سال ہم اہلِ محبت وعقیدت سے رابطے اور سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم منانے کی ترغیب کے لیے کرتے ہیں، زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب ہی ہماری کوشش ہے۔ الحمد للہ ہمیں اس میں کامیابی ہوئی ہے۔ پاکستان بھر اور چالیس سے زیادہ ممالک میں اہلِ سنّت کی مساجد، مدارس، اداروں، خانقاہوں اور گھروں میں احباب قرآن خوانی اور اجتماعی فاتحہ خوانی کر کے ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ ٹیلےفون، ای میل، ایس ایم ایس، فیس بک، وٹس ایپ وغیرہ کے ذریعے ہم تک متعدد افراد کی

طرف سے تفصیل بھی پہنچتی ہے۔ جنوبی افریقا میں حضرت الحاج پیر محمد قاسم اشرفی، الحاج ابراہیم اسمال قادری اور حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی، مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی اور امریکا میں الحاج محمد پرویز اشرف اور سید شمیم نے اخبارات میں سالانہ یومِ خطیبِ اعظم کے اشتہارات بھی شائع کیے۔ انڈیا میں حضرت مولانا محبوب عالم اور حضرت مولانا لیاقت رضا متعدد شہروں میں عرس شریف کی تقریبات منعقد کرواتے ہیں۔ برمنگھم برطانیا سے حضرت الحاج پیر سید منور حسین شاہ جماعتی نے فون پر بتایا کہ ہر سال وہ خانقاہ میں قرآن خوانی کا اہتمام فرماتے ہیں۔ برمنگھم میں حضرت مولانا محمد بوستان القادری بھی ہر سال اپنی عقیدت ومحبت کا بھرپور اظہار کرتے ہیں۔ منعقدہ تقریبات کی خبروں پر مشتمل اخباری تراشے بھی ہمیں بھجواتے ہیں۔ بنگلا دیش سے حضرت مولانا سید ابو البیان ہاشمی بھی فون کر کے تفصیلات بتاتے ہیں۔ امریکا سے سید منور حسین شاہ بخاری، صاحب زادہ ڈاکٹر عثمان علی صدیقی، صاحب زادہ معین الدین، مولانا مقصود احمد قادری، محمد الیاس حسین، سید محمد اسلام شاہ، مولانا قاری محمد یونس، ڈاکٹر ضیاء الحق ضیاء، الحاج غلام فاروق رحمانی اور محمد شفیق مہر کی کاوشیں بھی اس حوالے سے قابلِ قدر ہیں۔ آسٹریلیا سے محمد نسیم بھی ای میل میں تفصیل بھیجتے ہیں۔

☆ گزشتہ برس مرکزی عرس شریف کی تقریب میں اہلِ محبت وعقیدت کی طرف سے پیش کیے جانے والے ایصالِ ثواب میں جناب شیخ عمر علی (لاہور)، الحاج صوفی سردار محمد (اوکاڑا)، الحاج شیخ محمد اشرف و رفقاء (پیر محل)، مرکز فیضانِ مدینہ، دعوتِ اسلامی (کراچی)، الحاج محمد انور عرف اوکاڑوی (کراچی)، مولانا قاری گل جہاں صدیقی (کراچی)، مولانا قاری عبدالقیوم محمود (کراچی)، مولانا قاری غلام عباس نقش بندی مع فرزندان (نوشہرہ ورکاں)، حافظ محمد ناصر (کراچی)، شیخ نیک محمد (شرق پور شریف)، برکاتی فاؤنڈیشن کے حاجی محمد عارف برکاتی (کراچی)، پیر محمد راشد ایوب قریشی (کراچی)، مولانا قاری غلام علی (کراچی)، مولانا قاری تاج بہادر خان (کراچی)، حافظ محمد شفیق نورانی (ملتان)، محترمہ سیدہ آفرین اہلیہ الحاج الماس عطاری، متعدد خواتین اور متعدد احباب نے خاصی تعداد میں ختماتِ قرآن کا ہدیہ پیش کیا اور دُرود شریف کا سب سے زیادہ ہدیہ مجلسِ خواتین گلزارِ حبیب کی طرف سے تھا۔ 32 ویں سالانہ عرس مبارک کی وہ رُوداد جو پاک وہند کے متعدد نمایاں اخبارات وجرائد اور رسائل میں شائع ہوئی، وہ ہم یہاں پھر درج کر رہے ہیں، ملاحظہ ہو:

"جماعتِ اہلِ سنّت کے بانی خطیبِ اعظم حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا 32 واں سالانہ دو روزہ مرکزی عرس مبارک جامع مسجد گلزارِ حبیب، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی میں حسبِ سابق ماہِ رجب کی تیسری جمعرات وجمعہ بمطابق 07 اور 08 مئی 2015ء کو مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) اور گلزارِ حبیب ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام والہانہ عقیدت واحترام سے منایا گیا۔ اس موقع پر کتابی سلسلہ "الخطیب" کا سالانہ یادگاری مجلّہ شائع ہُوا۔ ملک اور بیرونِ ملک سے علماء ومشائخ اور عقیدت مند حضرات وخواتین کی بڑی تعداد نے عرس مبارک کی تقریبات میں شرکت کی۔ متعدد خانقاہوں، درس گاہوں،

سنی تنظیموں اور حلقوں کی طرف سے حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے مرقدِ اقدس پر چادر پوشی و گُل پاشی کی گئی۔ حضرت سیدنا داتا گنج بخش اور حضرت شیرِ ربانی شرق پوری رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات سے بھیجی گئی خصوصی چادروں کو علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے علماو مشائخ اور عقیدت مندوں کے ہمراہ اپنے والدین کریمین علیہما الرحمہ کے مرقدِ مبارک پر چڑھا کر عرس مبارک کی تقریبات کا آغاز کیا۔ چادر پوشی کے وقت نعت شریف، ذکرِ اسمِ الٰہی اور صلوٰۃ وسلام کا وِرد کیا گیا۔ (علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے اعلان کے مطابق تمام اہلِ عقیدت نے مزار شریف پر کپڑوں کی زیادہ چادریں چڑھانے کی بجائے حضرت خطیبِ اعظم کے ایصالِ ثواب کے لیے متعدد مستحق افراد کو پوشاکیں تقسیم کیں) ۔عرس کے اجتماع سے مفتیِ اعظم افریقا مولانا محمد اکبر ہزاروی، مولانا سید عظمت علی شاہ ہمدانی، علامہ سید مظفر حسین شاہ، نامور اسکالر ڈاکٹر عامر لیاقت حسین، مولانا شاہد ین اشرفی، سید رفیق شاہ، سید حماد حسین، صوفی محمد حسین لاکھانی، محمد عاطف بلو، محمد بلال سلیم قادری، سید فاروق حیدر ہمدانی، مفتی عابد مبارک، مولانا نوید عباسی اور دیگر کے علاوہ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے خطاب کیا۔ اپنے خطبات میں مقررین نے حضرت خطیبِ اعظم کو والہانہ خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ اہلِ سنت کے لیے وہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھے اور ان کی ذات بابرکات مسلکِ حق کی صداقت وحقانیت کی دلیل تھی ان کی تمام تر نسبت رسول کریم ﷺ سے تھی اور انہوں نے اس نسبت کا حق ادا کیا۔ ان کا یقین غیر متزلزل تھا، انہوں نے عزیمت واستقامت اور جرأت و بہادری سے حق کا پرچار کیا اور اس راہ میں شدید صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں، ان کے اساتذہ ومشائخ اور مقتدر و معتبر ہستیوں کو ان پر فخر تھا اور وہ خود بلاشبہ اہلِ سنت کا اعتبار وافتخار تھے اور آج بھی ان کے لیے سنتوں میں عزت ومحبت اور عقیدت واحترام ہے۔ انہوں نے مثالی کارہائے نمایاں انجام دیے ان کی ذات کثیر الصفات اور ان کی خدمات کثیر الجہات تھیں۔ ملک وملت کے وہ سچے اور مخلص رہبر ورہنما تھے۔ ان کی محنتوں اور محبتوں کا محور صرف عشقِ رسول تھا اور ان کی وجد آفرین مسحور کن مثالی خطابت میں اسی کی اثر پذیری تھی ان کی شاہ کار تصانیف "ذکرِ جمیل" آج بھی عشقِ رسول میں مستغرق کردیتی ہے۔ وسائل کی کم یابی کے باوجود انہوں نے مختصر مدت میں صدیوں کے کام کیے اور کروڑوں کو تاجدارِ مدینہ ﷺ سے وابستہ کردیا۔ متعدد افراد ان کی بدولت علما بنے۔ تحریکِ پاکستان سے دمِ آخر تک قوم وملک کے لیے بھی ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ مقررین نے علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے باکمال والدِ گرامی کی جانشینی کا حق ادا کررہے ہیں اور حق وصداقت کے اظہار میں بے باک مجاہد ہیں اور سنتوں میں اپنی ان تھک مسلسل جدوجہد سے مسلکِ حق اہلِ سنت کا افتخار ہیں۔

اجتماع میں ایصالِ ثواب کرتے ہوئے سڑسٹھ ہزار (67,000) قرآنِ کریم ☆ اڑتیس لاکھ (38,00,000) قرآنی سورتیں ☆ چار لاکھ اُنیس ہزار پانچ سو (4,19,500) قرآنی آیات ☆ ستائیس کروڑ (2,27,00,000) دُرود شریف ☆ دو کروڑ (2,00,00,000) کلمہ طیبہ اور 64 لاکھ (64,00,000) مختلف متعدد اَوراد و اذکار کے ورد، ان گنت طواف، عمرے، نوافل اور نیکیوں کا ہدیہ پیش کیا گیا۔ عقیدت مندوں نے ایصالِ ثواب کے لیے مکہ مکرمہ میں عمرہ وطواف کیے اور روضہ رسول (ﷺ) پر بھی فاتحہ خوانی کی، ایصالِ ثواب

میں مجلسِ خواتین گلزارِ حبیب کا حصہ نمایاں تھا۔ اختتامی دعا علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے کی۔ جمعہ 08 مئی 2015ء کو دنیا بھر کے 43 ممالک میں عقیدت واحترام سے مساجد ومراکزِ اہلِ سنت میں سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم منایا گیا اور اجتماعی طور پر ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی۔ جموں اور کشمیر میں بھی 100 سے زیادہ مقامات پر ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کشمیر کے سید خورشید شاہ کے زیرِ اہتمام سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم منایا گیا۔ برطانیا میں بھی 200 مساجد ومراکز میں یومِ خطیبِ اعظم منایا گیا۔

مرکزی عرس شریف کی تقریبات میں حضرت الحاج پیر شوکت حسن خاں نوری، پیر سید عاشق حسین موہڑوی، پیر مختار حسین شاہ، صاحب زادہ ڈاکٹر محمد سبحانی اوکاڑوی، قاری محمد حسنین اشرفی، مولانا ریاض قادری، قاری عبدالقیوم محمود، مولانا اختر علی پوری، مولانا محمد شریف نقش بندی، الحاج سعید ہاشمی، سید ریحان علی چشتی، الحاج محمد عثمان نعیم، قاری نعیم الخیری، شیخ محمد شکیل اوکاڑوی، الحاج توفیق قائم خانی، الحاج افتخار قائم خانی، الحاج نثار ملک، سمیع اللہ حسینی، مولانا محمد شفیق نورانی، صاحب زادہ فرحت حسن نوری، مولانا تاج بہادر خان، الحاج رفیق سلیمان، مولانا شیر محمد چشتی، نبیل قادری، الحاج جاوید اقبال، الحاج محمد نعیم نقش بندی، حاجی جاوید معرفانی، حاجی غلام حیدر، مولانا محمد رفیع اللہ قریشی قادری، امیر معصوم بیگ، سید عادل اسحاق شاہ، شیخ محمد آفتاب، مولانا ایوب الرحمٰن اوکاڑوی، سوازی لینڈ سے اظہر اقبال کامران، لاہور سے مرزا محمد ارشاد مغل، ملتان سے شیخ محبوب الٰہی اور ان کے فرزند، گوجراں والا سے محمد خلیل مغل، بزمِ فیضانِ وارثیہ کے سید عبدالماجد وارثی مع احباب، انجمن مجاہدینِ مصطفیٰ کے محمد اکبر نقش بندی، سید حسنین شاہ کاظمی اور متعدد معززین نے خصوصی شرکت کی۔ انجمن نوجوانانِ اہلِ سنت، انجمن طلباءِ اسلام اور بزمِ فیضانِ وارثیہ نے اپنے مراکز میں عرس شریف کی تقریبات منعقد کیں۔ اخبارات وجرائد نے سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم کے موقع پر خصوصی مضامین شائع کیے اور ٹیلے وژن چینلز نے خصوصی پروگرام پیش کیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت خطیبِ اعظم کا 33 واں سالانہ عرس مبارک ماہِ رجب کی تیسری جمعرات وجمعہ 28-29 اپریل 2016ء کو منایا جائے گا۔

(رپورٹ: حمید اللہ قادری، حیدر علی قادری)

☆ عرس شریف کی تقریبات میں ملک وبیرونِ ملک سے عقیدت مندوں نے بھرپور شرکت کی اور دنیا کے 42 ملکوں میں اور ملک کے ہر بڑے چھوٹے شہر میں ایصالِ ثواب کے لیے سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم منایا گیا۔ ممتاز اسکالر جناب ڈاکٹر عامر لیاقت حسین نے اپنے مشہور پروگرام "عالم اور عالم" کا ایک خصوصی پروگرام حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ترتیب دیا اور والہانہ انداز میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اس پروگرام میں حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے بھی شرکت کی۔ اس پروگرام کو بہت پسند کیا گیا۔ دھوم ٹی وی نے بھی اپنی نشریات میں عرس شریف کا تذکرہ کیا۔ روزنامہ جنگ کراچی، لاہور، لندن، روزنامہ نوائے وقت کراچی، لاہور، ماہنامہ عقیدت (حیدرآباد)، ماہنامہ جہانِ رضا (لاہور) ماہنامہ رضائے مصطفیٰ (گوجراں والا)، ماہنامہ تحفظ (کراچی) ہفت روزہ ارضِ پاک (حیدرآباد) اور ہفت روزہ کاروانِ وطن (حیدرآباد) نے خصوصی مضامین اور سالانہ یومِ خطیبِ اعظم کے اشتہار شائع کیے۔

☆ دنیا بھر کے متعدد ممالک کی مساجد اہلِ سنّت اور مراکز میں علما و مشائخ، اساتذہ و طلبا مختلف تنظیموں کے سربراہان و کارکنان اور عقیدت مندوں نے 08 مئی 2015ء کو 32 واں سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم منانے کا اہتمام کیا۔ اوکاڑا میں حضرت مولانا محمد اقبال چشتی، حافظ محمد اکرم، صوفی الحاج سردار محمد، ساہی وال میں حکیم شیخ محمد سعید، الحاج شیخ منظور احمد اور ان کے احباب و رفقاء، چوکی میں شیخ محمد خلیل، ملتان میں حافظ محمد شفیق نورانی، بہاول پور میں جنید رضا قادری، گل ریز قادری، سیال کوٹ میں الحاج خواجہ محمد نعیم اور لاہور میں اچھرہ کے مولانا قاری محمد حفیظ، قاری محمد نعیم، نوجوان رہنما جناب محمد نواز کھرل، محافلِ نعت کے حوالے سے ممتاز شخصیت جناب ملک محمد خلیل، شیخ فیصل ظہیر، شیخ عمر علی، جناب میاں احمد، شیخ عقیل احمد، قاری محمد یونس قادری، راول پنڈی اور اس کے قرب و جوار میں جناب مولانا قاری مظہر عباس اور ان کے رفقاء نے متعدد مقامات پر سالانہ یومِ خطیبِ اعظم مناکر ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا۔ کراچی شہر میں بزمِ فیضان وارثیہ کے جناب سید عبدالماجد وارثی نے اپنی عقیدت کا نمایاں اظہار کیا۔ سحر فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام بھی سالانہ یومِ خطیبِ اعظم منایا گیا اور خصوصی پروگرام منعقد ہوا جس میں وائس چیئرمین جناب سید رفیق شاہ اور دیگر نے خطاب کیا۔ اس پروگرام کی اخبارات میں نمایاں خبریں شائع ہوئیں۔ برطانیا کے بابائے اہلِ سنّت مولانا ابونعیم محمد بوستان القادری، پیرزادہ مصباح المالک لقمانوی، الحاج مفتی محبوب الرحمٰن، مولانا قاری حفیظ الرحمٰن چشتی، الحاج محمد عرفان نقش بندی، بھارت میں تحریکِ فکرِ رضا کے جناب محمد زبیر قادری، مولانا غلام مصطفیٰ رضوی، شیخ فرید نثار، حیدر آباد دکن میں محمد مصطفیٰ اور ان کے وابستگان، حضرت پیرزادہ محمد عبدالباقی اشرفی اور ان کے وابستگان، حضرت مولانا لیاقت رضا اور مولانا محبوب عالم اور ان کے مریدین، بنگلا دیش میں رضا اسلامک اکاڈمی کے مولانا محمد بدیع العالم رضوی، مولانا محمد عبداللّٰہ، احسن العلوم جامعہ غوثیہ چاٹ گام کے مولانا سید ابوالبیان ہاشمی، مولانا محمد عبدالمنان، آسٹریلیا میں مولانا افتخار ہزاروی، راجا عبدالحمید محمد نسیم خاں، مولانا محمد نواز اشرفی، ماریشس میں سنّی رضوی سوسائٹی کے ارکان، مولانا مقبول احمد اشرفی، زمبابوے میں الحاج منصور رضا قادری، ڈربن جنوبی افریقا میں مولانا محمد بابا شفیعی قادری، الحاج احمد رشید، الحاج ابراہیم اسمال قادری، تنویر ہاشم منصور، رضا اکاڈمی کے ارکان، مولانا آفتاب قاسم، کیپ ٹاؤن میں حضرت الحاج پیر محمد قاسم ڈانگا ونکر اشرفی، الحاج محمد اسحٰق اشرفی اور مولانا محمد محسن اشرفی، پری ٹوریا میں دارالعلوم پری ٹوریا کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی، مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی اور ان کے رفقاء، الحاج زاہد ابراہیم کریم، الحاج ابوبکر کریم، جوہانس برگ میں مولانا اسلم سلیمان، الحاج ڈاکٹر عبداللّٰہ منصور، امریکا میں الحاج اے لیئق بیگ، جناب غلام فاروق رحمانی، صاحب زادہ ڈاکٹر عثمان علی صدیقی، جناب محمد پرویز اشرف، محمد شفیق مہر، سید منور علی شاہ بخاری، محمد الیاس، مولانا مقصود احمد قادری علاوہ ازیں ملاوی، اسپین، ری یونین، متحدہ عرب امارات، کویت وغیرہ سے احباب نے ٹیلےفون، ای میل اور خطوط کے ذریعے ہمیں سالانہ یومِ خطیبِ اعظم (علیہ الرحمہ) منائے جانے کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ اللّٰہ کریم

احباب کی ان کاوشوں کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے، آمین

☆ سالانہ عرس مبارک پر ”کتابی سلسلۃ الخطیب“ کا یہ یادگاری مجلّہ عرس شریف سے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل شائع ہوتا ہے کیوں کہ پچاس سے زیادہ ممالک میں لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اس کے لیے ہم بہت سی رقم ڈاک پر خرچ کرتے ہیں۔ ہمیں اس لمحے بہت افسوس ہوتا ہے جب کچھ لوگوں کو بھیجے گئے مجلّے صرف اس لیے واپس آجاتے ہیں کہ ان کے پوسٹل ایڈریس (پتے) تبدیل ہوگئے اور انہوں نے ہمیں نئے پتے نہیں بھجوائے۔ وہ تمام لوگ جنھیں ہر سال مجلّہ پہنچتا رہا ہے اگر ان کا پتا بدل گیا ہے تو وہ ہمیں نئے پتے سے ضرور آگاہ فرمائیں۔

☆ گزشتہ سال مجلّے کی اشاعت کے بعد دنیا بھر میں جو واقعات رونما ہوئے ان میں پہلا واقعہ یمن کے ملک کی صورتِ احوال سے متعلق ہے۔ جانے کیوں ہمیں سمجھنا دشوار ہے کہ مسلم دشمن عناصر پوری مسلم اُمّہ کو لڑوانے کے منصوبے بناتے رہتے ہیں، کب، کہاں اور کس عنوان سے کس کس کو باہم متصادم کرواتا ہے؟ بیک وقت کتنے محاذ کھولتے ہیں؟ شیعہ، وہابی تنازع (جسے بالعموم شیعہ سنّی جھگڑا کہہ دیا جاتا ہے) قرار دے کر فرقہ وارانہ جنگ کروانا یا کوئی اور سازش؟ ہر سازش کے پسِ پردہ ان دشمنوں کے عزائم جانے اور سمجھے بغیر اکثر مسلم ممالک ان سازشی جالوں میں پھنس جاتے ہیں اور یوں مسلمانوں کا اتحاد اور ان کی قوت ختم ہوتی جارہی ہے۔ انسانی جانوں کا نقصان ہی کیا کم ہے کہ مسلم ممالک کی معیشت بھی تباہ ہورہی ہے۔ ماحولیات کی آلودگی کے ذمہ دار، آج موسم کے تغیرات پر پریشان ہیں، فضائی آلودگی انہیں ہراساں کیے ہوئے ہے لیکن انہیں اپنی ”سازشوں“ کو روکنے اور اپنی ”اداؤں“ کے بدلنے کی کوئی فکر نہیں۔ مقبوضہ بیت المقدس پر ”اسرائیل“ نامی ملک کی ابتدا کرنے والے صیہونی یہودیوں نے کتنی دہائیوں سے دنیا کا امن تہ و بالا کیا ہوا ہے، امریکا کو ”سُپر پاور“ کہلانے کے ”شوق“ نے فضا میں جانے کیا کیا رسائی دے دی لیکن زمین میں وہ اپنے لیے ناپسندیدگی اور نفرت ہی بڑھاتا رہا۔ میانمار (برما) میں مسلمانوں کا قتلِ عام کس وحشیانہ انداز میں ہوا لیکن ”خونِ مسلم“ کی ارزانی پر کوئی صدا نہیں ابھری۔ مقبوضہ کشمیر برسوں سے لہولہان ہے، عالمی انسانی حقوق کی تنظیمیں ہی نہیں، سبھی خاموش ہیں۔ عراق کو کھنڈر بنا دیا گیا، شام کو تاراج کیا جارہا ہے۔ ٹی بی (ٹونی بلیئر) کے واضح اعتراف نے بھی کوئی ہل چل نہیں مچائی۔ ”انسانی حقوق“ کے علم بردار کے ٹھیکے دار کہاں ہیں؟ برطانیا کے سابق وزیرِ اعظم اپنے عہدِ حکومت میں اسلام اور مسلم دشمنی کی حدوں کو چھو گئے۔ اقتدار سے محرومی کے اتنے برس بعد ان کے ”اعترافات“ پر کوئی مواخذہ کیوں نہیں کیا گیا؟ انہوں نے واضح طور پر کہا کہ داعش نامی دہشت گرد تنظیم انہی کی غلطیوں کا ردِّعمل ہے۔ حسنی مبارک، صدام حسین، معمر قذافی وغیرہ کے لیے تو رویے کچھ اور تھے۔ پاکستان کو ”دھماکوں“ کے لیے گویا چُن لیا گیا تھا، چند برسوں میں اتنے اور ایسے دھماکے کیے گئے کہ انسانیت لرز گئی مگر دنیا تماشائی رہی۔ فرانس کے شہر پیرس (Paris) میں ایک دھماکا کیا ہوا،

سبھی سراپا احتجاج ہو کر یوں سڑکوں پر آ گئے جیسے کوئی ان ہونی ہوئی ہے ۔پاکستان میں دھماکے کیوں گوارا تھے؟ کیا پاکستان میں انسانی جانوں کا نقصان معمولی تھا؟ غیر مسلموں کے اس رویے نے کیا پیغام دیا ہے؟ کیا لفظ ''انسان'' کی تعریف ''مسلمان'' پر صادق نہیں آتی ؟ مسلم دنیا خواب غفلت کا شکار ہے یا اسے بے حسی کی ''افیون'' کا عادی بنا دیا گیا ہے؟ 56 سے زیادہ اسلامی ممالک کے پاس کوئی بے باک و دلیر قیادت کیوں نہیں ہے؟ ہندو مذہب رکھنے والے دنیا کے اکلوتے ملک بھارت کو اپنا مذہبی تعصب اتنا پیارا ہے کہ وہ اس کے لیے ''کچھ'' بھی کر سکتا ہے اور کرتا رہتا ہے ۔متعدد مسلم ممالک میں سے ایک پاکستان کے وجود کو وہ زہر ہلاہل ہی گردانتا ہے ۔ دنیا کو بھولنا نہیں چاہیے کہ مسلمان ہی دنیا بھر میں جہان بانی کرتے رہے ہیں ۔ غیروں کی سازشوں نے مسلمانوں میں سے کچھ کو ضرور بگاڑا ہے، لیکن یہ تمام غیر مسلم طاقتیں مل کر بھی اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔کم زوری کچھ مسلمان کہلانے والوں میں ضرور ہے ، دین اسلام میں ہر گز نہیں ہے ۔ مسلمان جب بھی اپنے دین کا پابند ہوگا ، سربلند ہوگا ، دنیا اس کے زیر نگیں ہوگی ۔علم و عمل ، ایجادات اور فتوحات سے مسلمانوں کی تاریخ بھری پڑی ہے ۔اس مسلمان سے اس کی پہچان جدا یا دور کرنے کے جتن نئے نہیں مگر افسوس کہ دشمنوں کی سازشوں کا یہ مسلمان شکار ہوتا چلا گیا ، اسے اتنا الجھا دیا گیا ہے کہ اب اس بکھرے ہوئے مسلمان کو اس کی اصل پہچان سے آشنا کروانا اصل مسئلہ ہے ۔

☆ کہا جا رہا ہے کہ محراب و منبر کو ''سرکاری خطبوں اور ہدایات'' کا پابند کیا جائے گا ، ایک وزیر نے یہاں تک کہہ دیا کہ مدرسے جہالت کی آماج گاہ ہیں ۔شاید وہ بھی کسی ''مدرسے'' ہی کے پروردہ ہوں ۔یمن کی جنگ کسی مدرسے کی پیدا کردہ ہے یا مدارس کے مخالفوں کی؟ ایران سے تنازع کا اصل محرک کون ہے؟ ایران عراق جنگ کے بعد عالمی قوتوں نے کیا گل کھلائے؟ شام کو مقتل کس نے بنایا؟ آج بھی عالمی امن کی راہ میں کون دیوار ہے؟ ''ویٹو'' کی طاقت رکھنے والے پانچ ممالک کیا اب تک اقوام کو متحد رکھ سکے ہیں ؟ کچھ نامناسب اور غلط انسانی رویے ہی ہیں جو کسی نہ کسی عنوان سے دنیا کو لڑوا رہے ہیں ، عوام میں یو این او کو ''یوس لیس نان سیس آرگنائزیشن'' کیوں کہا جاتا ہے؟ مسلم دنیا کے حکمران تعیشات کی دلدل میں دھنسے اور باطل کے رعب میں پھنسے ہیں ، کتنے ''نام وروں'' کا انجام بھی انہیں بے دار نہ کر سکا ، مسلم دنیا سے ان کی تہذیب و ثقافت ، ان کی ایمانی اخلاقی قدریں ہی نہیں ، ان کے تعلیمی نصاب بھی گویا ''چھین'' لیے گئے ہیں ۔ ایجادات کے نام پر دیے جانے والے نئے نئے ''کھلونے'' آسائشوں سے کہیں زیادہ آلائشوں کا سبب بن رہے ہیں ۔مسلم معاشرت جس تیزی سے پستی کا شکار ہو رہی ہے اس کا انجام سنگین تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ۔

☆ کراچی شہر میں ''آپ ریشن'' ایک بار پھر شروع ہوا ، آپ ریشن اصلاح کے لیے ہوتا ہے تا کہ فساد (خرابی) کو ختم کر کے صحیح نظم و نسق بحال کیا جا سکے تا کہ بہتری اور آسانی کے ساتھ گزر بسر ہو ۔وطن عزیز میں ''قانون'' کی بالادستی یا عمل داری رہتی تو احوال دگرگوں نہ ہوتے ۔اس ملک کی ابتدا ہی سے مفاد پرستی ، تن پروری اور کرپشن (بگاڑ) ہی حکمرانوں اور سیاست کاروں کا من پسند مشغلہ رہا ۔ہر شخص اور ہر گروہ نے اپنے من مانے قوانین بنائے اور اپنے اقتدار کے تحفظ اور اپنے مفادات کے حصول کے لیے انہی قوانین سے خوب کھیل کھیلے ، رہے عوام تو ان سے کھیلنا ہی سیاست کاری ہے اور یہ کھیل اتنا اور ایسا کھیلا گیا کہ ''سیاست'' کو ''گند'' کہا جانے لگا ۔پاک افواج کے چند افراد نے بھی اس ملک کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھ کر اپنے حصے کا بگاڑ بہت دھڑلے سے کیا ، کتنی پارٹیاں بنا کر ملک کی بساط پر اپنی چالیں کھیلیں ۔عوام کے مسائل کی جس کسی نے آواز لگائی ، بھولے بھالے عوام اسے مسیحا سمجھ کر اس کے لیے ''تن من دھن'' قربان کرنے لگے مگر اپنی اپنی تجوریاں بھر کر سارے مسیحا فرار ہو گئے ۔ان احمقوں نے دولت سمیٹ کر ''غیروں'' کے ہاں جا ڈیرے ڈال دیں بنائیں ، ان کے بینک بھرے ، یہ بھی نہ سوچا کہ ''وہاں'' بہت آسانی سے انہیں اس دولت سے محروم کیا جا سکتا ہے ۔اپنے لیے دنیا و آخرت میں ''آگ'' جمع کرنے والے یہ لوگ نمرود اور فرعون کا انجام بھول گئے ۔اس کی لاش تو آج بھی عبرت کے لیے موجود ہے مگر ''آنکھیں'' ہی تو بند ہیں جو انہیں نظر نہیں آ رہا ۔آپ ریشن کی زبانی کلامی سبھی نے حمایت کی مگر شاید یہ سوچ کر کہ وہ محفوظ رہیں گے ، آپ ریشن کا دائرہ کار ان کی طرف رخ نہیں کرے گا ۔لیکن کہیں اربوں روپے نقد اور کہیں سونے کے ڈھیر نکلے ، کوئی شادی ہالز کا ''ڈون'' نکلا تو کوئی لینڈ مافیا کا سرکردہ ، احوال واقعی نے بتا دیا کہ ''اس حمام'' میں سبھی ننگے ہیں ۔کیا حکمران طبقہ اور کیا سیاست کار ، سبھی نے کرپشن میں گویا ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑنے میں کسر نہ رکھی ۔ٹی وی میڈیا پر بے باکانہ یہ کہتے ہوئے بھی نہیں جھجکے کہ ''کرپشن ہمارا حق ہے'' ۔جعلی ڈگریوں اور دستاویزات پر ملک و قوم کی نمائندگی کرنے کے یہ دعوے دار لوٹ مار کے سوا کوئی کام نہ کر سکے اور کسی مثبت حوالے سے نام بھی نہ کما سکے ۔کراچی شہر محبتوں اور روشنیوں کے عنوان سے پہچانا جاتا تھا ۔اب اس شہر میں موت ارزاں ہے ، خوف اور خرابی کی فراوانی ہے ۔دن دہاڑے بر سر عام عورتوں سے زیور اور پرس چھین لیے جاتے ہیں ، موبائل فون اور نقدی بھری بس میں چھین لی جاتی ہے ۔کلفٹن میں زم زمہ جیسی شاہ راہ پر حسن اور جسم فروشی کھلے عام ہوتی ہے ۔کتنے بنگلے ''اڈے'' بنے ہوئے ہیں ، مہنگی گاڑیوں میں پولیس کے اہل کاران کی حفاظت میں سبھی کچھ ہو رہا ہے ۔پولیس کے حوالے سے روز ہی کسی نہ کسی ٹی وی چینل پر کوئی ''داستان'' ضرور ہوتی ہے ۔ اتنی بڑی آبادی کے لیے پولیس کی مختصر تعداد بھی ایک المیہ ہے ۔ بنکوں میں بہت آسانی سے ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی ہیں ۔بنکوں سے رقوم نکلوانے والوں کی مخبری بھی بنکوں سے ہو جاتی ہے ۔اربوں روپے کی بھتا خوری ، ذخیرہ اندوزی ، جعل سازی ، جوا کاری وغیرہ کسی نہ کسی کی ''سرپرستی'' میں ہوتی ہے ۔ٹی وی چینلز چیختے چنگھاڑتے رہ جاتے ہیں لیکن کسی مجرم پر قانون کی کوئی عمل داری دیکھنے میں نہیں آتی ۔جہاں پولیس اس لے شن بکتے ہوں وہاں جرم بھی ''قانونی'' ہیں البتہ ان مجرموں کی نشان دہی ضرور ''غیر قانونی'' ہے اور اسی پر ''کارروائی'' ہوتی ہے ۔ٹینکر مافیا ، لینڈ مافیا ، جعلی ادویات ، زہریلی اشیائے خورونوش ، تجاوزات اور ان تجاوزات پر انتظامیہ کے بھتے ...... کوئی ایک برائی ہو تو اس کا رونا رویا جائے ۔اس آپ ریشن نے دھماکوں

اور سرِ عام قتل عام کی وارداتوں کا کچھ سدباب ضرور کیا، چند دنوں کے لیے ''نوگوایریا'' ختم ہوئے، بڑے بڑے تو بہت نہیں البتہ چھوٹے موٹے بہت سے بگڑے ہوئے کچھ مدت کے لیے پکڑے گئے، ماحول کسی قدر ضرور بدلا مگر کب تک؟ عادی مجرموں نے کرپشن کے انداز بدل دیے، مجرموں نے چالیں تبدیل کرلیں۔ اس ٹریٹ کرائمز کی اب بھی بھرمار ہے۔ رینجرز کے لیے اختیارات بھی یہاں ''مسئلہ'' رہے۔ یہاں کے حکمران اپنے تحفظ کی شرط پر با دل نخواستہ آپریشن جاری رکھنے پر ''راضی'' ہوئے۔ یہاں اب بھی لسانی گروہی تعصّبات کا دور دورہ ہے۔ دھونس اور دھمکی کسی طور باقی ہے، برسوں ہوگئے اس شہر کی سڑکیں اور گلیاں محلے ٹوٹ پھوٹ اور بدحالی کی مونھ بولتی تصویریں ہیں۔ نمایاں سڑکیں بھی گندے نالے بنے ہوئے ہیں، صفائی ستھرائی گویا کوئی برا فعل ہے۔ پارکنگ کے لیے کوئی سلیقہ، طریقہ یا قانون نہیں ہے۔ کتنی گلیاں گویا پارکنگ ایریا ہوکر رہ گئی ہیں۔ سنا ہے کہ جاپان میں قانون ہے کہ گاڑی صرف وہی خرید سکتا ہے جس کے پاس پارکنگ کے لیے جگہ ہو لیکن یہاں قانون تو کیا کوئی اخلاقی ضابطہ بھی نہیں اور رہی ٹریفک تو وہ گویا کوئی ''عذاب'' ہوگئی ہے، کہتے ہیں کہ کسی علاقے کے لوگوں کا مزاج جاننا ہوتو وہاں کی ٹریفک دیکھو۔ اس شہر میں روز ہی کتنی گاڑیوں کا اضافہ ہوجاتا ہے لیکن خستہ حال سڑکیں وہی پرانی ہیں اور صحیح ڈرائیونگ سے ناواقف اکثریت نے ٹریفک کو بدحال کر رکھا ہے۔ نئے رکشا عام ہوگئے اور چلانے والے وہ ہیں جنھوں نے شاید کبھی سائکل بھی نہ چلائی ہو۔ ان رکشاز کو بیماری ہی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ سرکاری ہسپتالوں کا احوال دیکھیں تو شرمندگی ہوا ہوتی ہے۔ بجلی کے لیے کراچی الیکٹرانک سپ لائی کارپوریشن کو ''کے الیکٹرک'' بنا دیا گیا، ہر کوئی اس کا شاکی ہے، کنڈا سسٹم جوں کا توں ہے، ہر کسی کو ہزاروں لاکھوں کے ''بل'' بھیج دیے جاتے ہیں، میٹرری ڈنگ ہو نہ ہو، صارف کتنا ہی سچا کیوں نہ ہو، کے الیکٹرک کے ناروا رویے کے آگے بے بس ہے۔ برسوں سے ہو رہے ان آپریشنز پر اطمینان ہو تو کیسے ہو؟ اس آپریشن کے لیے ''اختیارات'' وسعت اور مدت تا حال کسی نہ کسی طور زیرِ بحث ہے۔ اللّٰہ کرے کہ کراچی شہر ایک بار پھر امن، محبت اور روشنیوں کا شہر بن جائے۔

☆ حرمین شریفین (کعبۃ اللّٰہ اور مسجدِ نبوی) دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے نہایت محترم اور مقدس ہیں۔ حجازِ مقدس کے لیے ادب اور محبت ایمانی خاصہ ہے۔ کچھ برسوں سے عمرہ و زیارت کے سفر کو ''کمرشلائز'' کردیا گیا اور کہنے والوں نے ان مقامات کے لیے ''انڈسٹری'' کے لفظ استعمال کیے (معاذ اللّٰہ)۔ جس دھرتی کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ کہا اور سمجھا جاتا ہے، اسے کیا کردیا گیا ہے۔ ہر سچا مسلمان ان مقامات پر ایمانی عقیدت و محبت سے جاتا ہے لیکن وطنِ عزیز سے وہاں تک کے سفر کو ''منافع بخش کاروبار'' بنالیا گیا ہے۔ ویزا کا حصول ہزاروں روپے ''رشوت'' کے ساتھ جوڑ لیا گیا۔ ایر لائنز نے موسمِ عمرہ میں کرایوں میں اضافہ ''لازمی'' کرلیا۔ ہوٹلز کے لیے ''ایجنٹس'' نے اپنی جیبیں بھرنی شروع کردیں۔ مسلمان کہلانے والوں نے حصولِ زر کے لیے اس سفر کو بھی نہ بخشا۔ ادھر (پیسے بٹور کر) تحفظ حرمین ریلیز (ریلیاں) یہاں نکالنے کا

سلسلہ بھی کچھ اس طرح ہوا جیسے واقعی حرمین کو کوئی خطرہ لاحق ہوگیا تھا۔ بلاشبہ تحفظ حرمین شریفین کے لیے ہر مسلمان سربکف ہے لیکن چند حکمرانوں کے نامناسب فیصلے یا غلط پالیسیاں پوری امت مسلمہ کے لیے ''مسئلہ'' نہیں بنانے چاہئیں۔ امت مسلمہ کو لڑوانے کی یہ چالیں مسلم دشمن چلتے ہیں۔ وہ کسی طرح بھی مسلم اتحاد اور مسلمانوں کی خوش حالی پسند نہیں کرتے۔ افسوس کہ مسلم امہ کو غیرت مند، باہوش اور بہادر قیادت میسر نہیں۔

☆ دنیا بھر میں مسلمانوں ہی کو ہدفِ تنقید جانے کیوں بنایا جاتا ہے۔ دیگر ادیان و مذاہب کے لوگ اپنی عبادات کی ادائی اور اپنے اعتقادات کے مطابق اظہار و عمل کی آزادی رکھتے ہیں خواہ وہ انسانی اقدار کے منافی ہی کیوں نہ ہوں۔ مغرب کا دُہرا معیار کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اذان و خطبہ کے لیے پابندیوں کے اعلان اگر مسلمانوں کی مذہبی آزادی پر حملہ نہیں تو کیا ہیں؟ لاؤڈ اسپیکر کی بے جا پابندی کے بعد اب مزید بے تکی پابندیاں غیروں کی خوش نودی ہی کے لیے وضع کی جارہی ہیں۔ کیا پاکستان میں مذہبی جوش و خروش ''غیروں'' کو کھٹک رہا ہے؟ پاکستان کے حکمران کیا اپنے وطنِ عزیز سے اسلامی آزادی کو ختم کرنا چاہتے ہیں؟ جمعۃ المبارک کے دن ہفتہ وار تعطیل کی جاتی تھی وہ ختم کرکے اتوار کے دن ہفتہ وار تعطیل کی گئی۔ ٹی وی پر پنج وقتہ اذان کا سلسلہ موقوف کردیا گیا۔ میڈیا کو مادر پدر آزادی دی گئی اور ایسی دی گئی کہ لگتا ہی نہیں کہ یہ کوئی اسلامی ملک ہے۔ مارننگ شوز، ٹی وی ڈرامے اور اشتہارات شاید کسی بھی ضابطے یا اخلاقیات کے پابند نہیں۔ نیوز کاسٹرز کے لباس و انداز خود ہی بتاتے ہیں کہ وہ کتنی ''باحیا'' ہیں۔ وہ باتیں جو گھروں میں بھی پردے اور سرگوشیوں میں کی جاتی تھیں، اب ٹی وی چینلز پر کھلم کھلا کی جاتی ہیں، شرم و حیا کا کوئی لحاظ ہی نہیں رہا۔ مذہبی بہت سی کتابوں کی اشاعت پر پابندی لگادی گئی لیکن فحش اور مخربِ اخلاق تصاویر اور تحریروں کی اشاعت عام کردی گئی۔ دینی مذہبی تقریبات کے لیے طرح طرح کی پابندیاں لگائی جارہی ہیں جب کہ ناچ گانے اور حسن و جسم کی نمائش اور شراب و شباب کی محفلوں کو کھلی چھوٹ ہے۔ وہ عنوان اور موضوع جن کا تعلق ایمانیات سے ہے نہ ہی تعمیرِ کردار سے، انھیں زیادہ نمایاں کیا جاتا ہے اور زیادہ اختلافی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ ان ابحاث میں الجھا کر لوگوں کو زیادہ تقسیم کیا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل اس وطن میں حکومت ہی کی بنائی ہوئی ہے اور برسوں سے اس پر زرِ کثیر خرچ کیا جارہا ہے لیکن اس کی ''محنتوں'' کو صرف ''تجاویز'' کی حیثیت حاصل ہے، حکمران یا حکومت ان کی پابند نہیں۔ ملک میں ''شراب'' اب کسی حرام اور ممنوع شے کا درجہ نہیں رکھتی بلکہ ''مذہبی عالم'' کہلانے والے ناپسندیدہ شخص کو بھی نشے میں دُھت حالت میں ٹی وی پر شریکِ گفتگو کیا جاتا ہے۔ گلیوں محلوں میں پولیس اور ''بااثر'' شخصیات کی سرپرستی میں کم سن بچوں اور نوجوانوں کو ''نشہ'' فراہم کیا جاتا ہے، گھروں میں ''جوئے اور بدکاری'' کے کاروبار کروائے جاتے ہیں۔ برائیوں اور خرابیوں کے خلاف ''آوازِ حق'' کو دبانے کی سرتوڑ کوششیں یہی بتاتی ہیں کہ اس ملک میں معاشرتی زندگی برباد کرنے کی بھرپور اور دینی احکام و تعلیمات کے منافی ماحول بنانے کی سازشیں پسندی کی جارہی ہیں۔

☆ کرکٹ کے مشہور کھلاڑی عمران خان نے اپنی جوانی ”بھرپور“ گزاری۔ کھیل سے فارغ ہوئے تو اپنی والدہ کے نام سے کینسر کے مریضوں کے لیے ہسپتال بنا کر رفاہی سماجی خدمات کا آغاز کیا اور فی الواقع ایک عمدہ ہسپتال بنایا۔ اس کے بعد ایک یونی ورسٹی کے قیام کی طرف بڑھے لیکن ساتھ ہی مروجہ سیاست میں کود پڑے۔ مروجہ سیاست میں ”ذاتیات“ کا ذکر ضرور ہوتا ہے۔ بھولی بسری ”خطائیں“ اور پرانی کہی اور لکھی ہوئی باتیں بھی منظر عام میں لائی جاتی ہیں بلکہ کردار کشی کی جاتی ہے۔ عمران خان کو ”انقلابی“ سمجھ کر نوجوان نسل نے ملک وقوم کی خوش حالی کی بہت سی امیدیں ان سے وابستہ کرلیں اور انہیں گویا ”مسیحا“ سمجھ لیا۔ ان کے ”دعوے اور وعدے“ کسی بہتر مستقبل کی نوید سمجھ لیے۔ انتخابات (الیکشن) تو ایک ”جوا“ ہیں اور جوئے میں ”چالیں“ نہ ہوں، یہ نہیں ہوسکتا۔ 2013ء کے انتخابات میں عمران خان کی پارٹی اپنی توقع کے مطابق نتائج حاصل نہ کرسکی۔ سیاست کار ”قلابازیوں“ کے گویا ”کھلاڑی“ ہوتے ہیں۔ عمران خان نے احتجاجی دھرنے سمیت بہت ”گل کھلائے“ اور پھر اپنی ہی ”اداؤں“ سے اپنا نام ”یوٹرن“ رکھوالیا۔ ان کی نجی زندگی کی کمزوریاں بھی ان کی ”شخصیت“ کو متاثر کرتی رہیں اور وہ اتنے ”بکھر“ چکے کہ اپنا بھرپور اعتبار قائم نہ رکھ سکے۔ کراچی کے لیے انہوں نے کچھ کرگزرنے کا اعلان تو کیا لیکن کراچی میں ایک ضمنی انتخاب میں بھی کچھ خاص نہ کرسکے۔ اپنے مشہور ”دھرنے“ سے وہ جو خرابیاں دنیا کو دکھا چکے تھے ان کا ”بھرم“ نہ رہا۔ ان کی طرف سے ہر ایک کے لیے الزامات اور شکایت کی بھرمار ہے۔ اپنے سوا وہ شاید کسی سے راضی نہیں۔ راز جب افشا ہونے لگیں تو بھرم نہیں رہتا۔ اس ملک کے بیش تر سیاست کار اپنا بھرم کھو چکے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ کاش اس ملک وقوم کو کوئی ایسا رہنما ملے جو اپنے ظاہر و باطن میں بہتر اور قیادت کی خوبیاں رکھتا ہو۔

☆ پرویز رشید صاحب موجودہ برسر اقتدار پارٹی کے فرد اور ملک میں وفاقی وزیر کے عہدے پر ہیں۔ اقتدار کے تحفظ اور حکمرانوں سے وفاع کے لیے بہت مستعد رہتے ہیں، اپنی وفاداری کے اظہار میں شاید ہی کوئی کسر رکھتے ہوں۔ جانے انہیں کیا سوجھی کہ انہوں نے مدرسوں کو جہالت کی فیکٹریاں کہہ دیا۔ انگریزی کی لغات میں مدرسہ کو ”اسکول“ لکھا گیا ہے۔ وزیر موصوف نے شاید یہی کہا ہے کہ تعلیمی ادارے جہالت کی فیکٹریاں ہیں۔ اگر وہ دینی مدارس کو جدا کرکے انہیں جہالت کی فیکٹریاں کہنا چاہتے تھے تو قرآن وحدیث ہی دینی مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں، انہیں ”جہالت“ کہنا کسی ”جاہل“ ہی کی سنگین جسارت ہوسکتی ہے وہ بھی ایمان کے بغیر، ورنہ ایمان والے سے ایسی بات ممکن نہیں۔ مسلمان کہلانے والوں کے لیے لازمی ہے کہ وہ قول وعمل میں احتیاط برتیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا ”ذمے دار وزیر“ ایسی سخت اور غیر ذمہ دارانہ بات کہے تو اس پر خاموش نہیں رہا جاسکتا۔ محترم جناب مفتی منیب الرحمٰن نے اپنے ایک کالم میں اس حوالے سے لکھا اور اس وزیر بے ضمیر کو آئینہ دکھایا۔ ملک میں موجود دینی مدرسے خاصی تعداد میں ہیں اور سب یکساں درجے کے نہیں۔ عمارت اور طلبہ کی تعداد کے لحاظ سے کچھ تو بہت بڑے ہیں۔ البتہ چھوٹے علاقوں میں بھی یہی چھوٹے چھوٹے مدرسے ہیں جو ملک میں ”خواندگی“ کا تناسب بڑھا رہے ہیں۔ یہی مدرسے تھے جہاں

ریاضی، جغرافیہ اور طب بھی پڑھائی سکھائی جاتی تھے۔ زکوۃ اور میراث کا حساب، اختلاف مطالع یہ سب انہی مدرسوں میں پڑھنے سیکھنے والے جانتے تھے۔ علم ہیئت، فلکیات کون سے علوم وفنون تھے جو ان مدرسوں کے طلب نہیں جانتے تھے؟ 19 ویں صدی میں انگریز کے بنائے ہوئے نظام تعلیم اور نصاب کو رواج ملا تو علم کا حصول کم اور کسب معاش کے لیے ”ڈگری“ کی طلب زیادہ ہوگئی۔ مدرسے الگ کردیے گئے۔ نئے اسکول بنائے گئے اور ماحول ہی بدل گیا۔ پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو نے تعلیمی اداروں کو بھی ”قومیانے“ کی غلطی کی تو نہ صرف معیار ختم ہوگیا بلکہ اِنگلش میڈیم نے راہ پائی اور تعلیمی ادارے کاروباری ادارے بنتے چلے گئے۔ مہنگی فی سوں کا رواج ہوگیا اور نادار، غریب طبقے کے لیے تعلیم قابل حصول نہ رہی۔ بایں ہمہ دُہرے نصاب اور معیار نے معاشرت بگاڑنے میں کسر نہ رکھی۔ مدرسوں کے طلبہ نے کسی طور جدید عصری علوم وفنون سے رابطہ رکھا لیکن اسکول، کالج کے طلبہ نے مدرسوں کے نصاب سے خود کو یک سر محروم کرلیا۔ علمائے دین کہلانے والوں میں ریاضی داں، سائنس داں، قانون داں، ڈاکٹر اور فلاسفر ہوئے لیکن اسکول کالج کے طلبہ سے کوئی عالم وفقیہ شاید ہی ہوا۔ دنیا کمانے کے لیے تو بہت مل گئے مگر دنیا سنوارنے والے کم ہوتے چلے گئے اور پھر وہ لوگ وزیر، سفیر اور مقننہ کے رکن ہونے لگے جو ”جعلی ڈگریوں“ ہی کا اعزاز نہیں رکھتے تھے بلکہ کرپشن میں بھی نامی گرامی تھے۔ ملک کے سب سے بڑے عہدے پر مسلط ہوجانے والے زرداری ہی کا نام منفی حوالوں سے زبان زدِ عام ہے۔ پڑوسی ملک بھارت میں صدارت پانے والے افراد اور وطنِ عزیز میں صدر بننے والے افراد کے نام ہی دیکھ لیے جائیں کہ وہاں اور یہاں معیار کیا رہا؟

وزیر بے ضمیر نے جہالت کی فیکٹریاں ان مدارس کو کہا جہاں دین سکھایا پڑھایا جاتا ہے۔ کیسی دریدہ دہنی ہے، الامان الحفیظ۔ وزیر موصوف اگر کچھ مدارس کا کہتے تو مانا جاسکتا تھا کہ وہاں تعظیم رسالت کی بجائے توہین رسالت سکھائی جاتی ہے۔ آل واصحاب نبوی سے محبت کی بجائے نامناسب باتیں سکھائی جاتی ہیں، تشدد، تعصب اور بغض وعناد سکھایا جاتا ہے۔ ایسے مدارس غیر معلوم نہیں ہیں۔ ان کے احوال اب ڈھکے چھپے نہیں، اس کے باوجود حکومت اور حکمرانوں کو ان کے خلاف ”چارہ جوئی“ کی ہمت نہیں۔ وزیر موصوف کو سچ اور سچائی سے لگاؤ ہو تو انہیں بہت سے ”حقائق“ بتائے اور دکھائے جاسکتے ہیں، وہ ذرا افواج پاکستان میں بھی دیکھیں جہاں پاکستان بنانے والے اہل سنت وجماعت (بریلوی) کی کتب اور امام منظور نہیں کیے جاتے۔ یہ ”مائنڈ سیٹ“ انہیں کیوں نظر نہیں آتا؟ وزیر موصوف کو اسکولوں، کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں شرم وحیا کا جنازہ نکالنے والے افعال اور ”طرح طرح“ کی خرافات کیوں نظر نہیں آتیں جو ان کی ”دانست“ کے مطابق شاید علم وآگہی کی فیکٹریاں ہیں؟

☆ ”ایگزٹ“ کے نام سے ملک میں فعال ادارہ اچانک پکڑ میں آیا اور دنیا بھر میں ”خوب چرچا“ ہوا۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔ تجارتی مسابقت کا شاخسانہ تھا یا کسی کو ”مطلوبہ حصہ“ نہ دینے کا ہرجانہ۔ کہتے ہیں کہ امریکا و یورپ میں ”ایسے کام“ عام ہیں۔ اپنے ملک میں وزیروں اور ارکان پارلیمنٹ کی اکثریت نے جعلی

ڈگریوں کا رکارڈ قائم کیا۔کیا زمانہ ہے! قابلیت کو نہیں سرٹی فکیٹ کو دیکھا جاتا ہے۔کاغذ کی ڈگری اصلی ہے، یا نقلی؟ اس کی اہمیت زیادہ ہوگئی۔قابلیت وصلاحیت کے معیار بھی اب بدل گئے ہیں۔ملک میں برسوں تلک ایسے مجرمانہ کاروبار کیوں چلتے رہے؟ کسی کی آشیرباد کے بغیر کہاں ایسا ہوتا ہے۔انکشاف ہونے پر پکڑے سے آشیرباد دینے والے کیوں بچ جاتے ہیں؟ عدل وانصاف کے بغیر معاشی ومعاشرتی بہتری کا کوئی خواب کیسے شرمندۂ تعبیر ہوسکتا ہے؟

☆ بلدیہ کراچی کے علاقے میں فیکٹری جلائے جانے کا سانحہ غیر معمولی تھا،عباس ٹاؤن کا حادثہ بھی سنگین تھا۔کراچی ہی میں صفورا گوٹھ میں اسماعیلی فرقے کے افراد کی بس کا سانحہ بھی شدید تھا۔گزشتہ تین دہائیوں سے زیادہ عرصہ ہوگیا۔کراچی میں حادثات کا تسلسل ہے لیکن ''آہنی ہاتھ'' ان گریبانوں تک نہیں پہنچتا جو اس عروس البلاد کو مرگ کدہ بنائے ہوئے ہے۔نشان دہی،نام زدگی اور شواہد کے باوجود کوئی مجرم کیفرِ کردار کو نہیں پہنچتا۔میڈیا بھی اپنی الگ ''عدالت'' لگاتا ہے۔تجزیے،تبصرے،گفتگو اور جانے کیا کیا۔لوگ تو یہ تک کہنے لگے کہ فعال شعبہ ہی میڈیا کا ہے اور اس میں مسابقت بھی دیدنی ہے۔کون پہلے اور کتنی موشگافی کرتا ہے؟ ریٹنگ کے لیے تو غلط حربے بھی اختیار کیے گئے۔ریٹن جرزی نے ''سبھی کچھ ہی کرنا ہے تو برسرِ اقتدار طبقہ کیوں قومی خزانہ لوٹ رہا ہے؟ حکومتیں اور حکمران کیا ایسے ہی ہونے چاہئیں؟

☆ گزشتہ برس موسمِ گرما کی شدت نے کراچی شہر میں گویا قیامت بپا کی۔ماہِ رمضان تھا اور بجلی والوں کی نا اہلی نے روزہ داروں کو ستانے میں کسر نہ رکھی۔ہسپتالوں میں جان بچانے سے زیادہ جان لینے کا ماحول ہے۔کراچی میں بارش ہوجائے تو زندگی مفلوج ہوجاتی ہے۔کتنے برس ہوگئے ڈینگی سے بچاؤ کے لیے ضروری کارروائیاں تو کیا صفائی بھی نہیں رکھی جاتی۔اس شہر میں سب سے ارزاں اور بے وقعت صرف انسانی جان ہی کیوں ہوگئی؟ کے ملاکر یہاں پینے کے پانی کی خرید وفروخت ہوتی ہے۔پینے کا پانی بھی حکومت یا حکمران فراہم نہیں کرتے۔جو پانی فراہم کیا جاتا ہے وہ بھی نگلیریا نامی بیماری کا باعث ہے۔لوگوں کو کیا کھلایا پلایا جا رہا ہے؟ کوئی پوچھنے والا نہیں۔حفظانِ صحت کا کوئی خیال نہیں۔وعدے کیے جاتے ہیں کہ ماہِ رمضان میں لوڈشیڈنگ کم از کم ہوگی۔سحر وافطار میں بالکل نہیں ہوگی لیکن ''ڈھیٹ'' بے حس حکمرانوں کو کیا پرواہ؟ ماہِ صیام میں بھی لوگوں کی آہیں،کراہیں اور بددعائیں ہی ان کے حصے میں آتی ہیں۔

☆ ماہِ صیام کا دنیا بھر کے مسلمان والہانہ استقبال کرتے ہیں اور اہتمام سے مناتے ہیں۔الیکٹرانک میڈیا کی بھیڑ سے پہلے وطنِ عزیز میں روحانی سماں اس ماہ میں نمایاں رہتا تھا۔شیاطین قید ہوجاتے ہیں تو مساجد میں حاضری لوگوں کی بڑھ جاتی ہے لیکن اب ٹی وی چینلز نے ماہِ صیام میں ریٹنگ اور کاروباری منفعت کے لیے جو ماحول بنا دیا ہے وہ قابلِ توجہ ہے،اس میں اصلاح ازبس ضروری ہے ورنہ یہ چلن ''سبھی'' کو گناہ گار بنادے گا۔پروگراموں کی نوعیت،میزبانوں کا انتخاب،ان کے لباس،الفاظ وانداز...... کسی میں بھی کوئی آداب واحتیاط ملحوظ نہیں رکھے جاتے۔میڈیا آگہی اور تعمیر کردار میں نمایاں اور مثبت خدمات انجام

دے سکتا ہے لیکن تا حال منفی اور مخربِ اخلاق تاثر زیادہ ہے۔لگتا ہے اس ملک سے ایمانی روحانی جذبات و احساسات کو کچلنے بلکہ مٹانے اور دینی ماحول ختم کرنے کی باقاعدہ منصوبہ سازی کرلی گئی ہے اور اسی کے مطابق کام ہو رہا ہے۔

☆ منی لانڈرنگ کی مجرمہ اور ماڈل گرل ایان علی کیا اس ملک وقوم کی کوئی نمائندہ شخصیت ہے؟ روز اس کے لباس وانداز اور زلف ورخسار کی تفصیل ٹی وی پر سنانا،دکھانا اور اخبارات میں چھاپنا کیا بتاتا ہے؟ اس کے لیے کتنے پولیس اہل کار مامور ہیں اور قید میں اس پر کتنا خرچ ہو رہا ہے اس کی تفصیل یوں سنائی جاتی رہی جیسے ملک وقوم کی بہبود کے لیے حکومت کا کوئی ترقیاتی منصوبہ ہو۔کیا باقی ملزم انسان نہیں؟ انہیں یہ سہولتیں اور رعایتیں کیوں میسر نہیں؟ ذوالفقار مرزا ہو یا شرجیل میمن۔جرم دکھا اور بتا کر بھی ان کی گرفت اور گوش مالی کی بجائے ان کی خبریں جس طرح پیش کی جاتی ہیں وہ طور یہی واضح کرتا ہے کہ یہاں عدل عنقا ہوگیا اور بے حیائی مرغوب ومطلوب ہوگئی۔مساجد ومدارس کے لیے ضابطے قاعدے بنانے والے میڈیا کو بے لگام ہی رکھنا چاہتے ہیں۔صولت مرزا بھی مجرم تھا،ایان علی بھی مجرمہ،مگر حکومت اور حکمرانوں کے جداگانہ رویے واضح ہیں۔قصور شہر میں بچوں سے ''زیادتی'' کی وڈیو کتنی شرمناک تھی،لیکن کیا ہوا؟ ''مُک مُکا'' ہی رائج ہے۔ظلم کے ساتھ معاشرے نہیں چلتے،حکومت اور حکمران جانے کس ''نشے'' میں ہیں؟ اس وطنِ عزیز کو بے بہا قربانیاں دے کر اس لیے حاصل نہیں کیا گیا تھا کہ حکمرانوں کے یہ ''لچھن'' دیکھے جائیں اور لوٹ مار کو تحفظ دیا جائے۔حدیث شریف واضح کرتی ہے کہ دنیا بغیر مکر کے ہاتھ نہیں آتی۔مکر وفریب کرکے دنیا حاصل کرنے والے شاید نہیں جانتے کہ دنیا سرائے فانی ہے اور اس دنیا نے کسی سے وفا نہیں کی۔قبر اور حشر کی منزلیں کوئی فسانہ نہیں،حقیقت ہیں اور دور نہیں۔

☆ سُنا گیا کہ چائنا کو ''گدھے کی کھال'' مطلوب ہے اور ایک کھال پر لاکھ روپے تک قیمت مل جاتی ہے۔دنیا کو مُردار اور اس کے طلب گار کو حدیث شریف میں ''کتا'' کہا گیا ہے۔ملک میں گدھے مارے جانے لگے،ظالموں نے ''ہوس'' کھال تک نہیں رکھی،گدھے کا گوشت بھی فروخت کیا اور لوگوں کو کھلایا۔1200 کھالیں یک جا پکڑے جانے کی خبر تو ٹی وی چینلز نے لگائی مگر ان کے گوشت کا تذکرہ ''اڑا'' گئے۔اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کو سیاست کاران اور حکمرانوں کی بدچلنی نے کیسا بنا دیا ہے؟ ہسپتالوں سے بچوں کی چوری،قبروں میں مردہ خواتین سے بدفعلی،قبرستان سے بچوں کی قبریں کھود کر ان کے جسم نکالنا،مردہ جسموں کا کھانا ...... یہ کیسے بھیانک جرم اس ملک میں ہونے لگے؟ بلاشبہ یہ جاہلیتِ اُولیٰ کا سا احوال ہے۔اس ملک کا مستقبل کیا ہوگا؟ یہاں تو اپنا نصابِ تعلیم بھی نہیں رہا۔اپنی زبان بھی نصاب میں نہ رہی،میڈیا بھی دین واخلاق کو ''بھول'' گیا۔رہے حکمران تو ان کو دین سے کیا لگاؤ...... کسی بھی بھلائی کی توقع رکھی جائے تو کس سے؟

☆ ''پیر'' فارسی زبان کا لفظ ہے اور ''بوڑھے'' کے لیے ہے۔ہمارے معاشرے میں بڑے بوڑھوں کی

طرح عزت دیے جانے پر مرشد، شیخ، روحانی پیشوا کو بھی "پیر" کہا جاتا ہے۔ اولیاء اللّٰہ کے لیے عزت و احترام ایمانی خاصہ ہے۔ اہل اللّٰہ بلاشبہ عقیدت و محبت کا مرکز ہوتے ہیں۔ علما و مشائخ معاشرے میں بہتر اور محترم افراد شمار ہوتے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ سب سے بہتر بھی یہی لوگ ہوتے ہیں جب تک وہ اپنے ظاہر و باطن، قول و فعل اور علم و عمل میں درست رہتے ہیں اور جب اس کے برعکس ہو تو یہی لوگ بہتر نہیں رہتے، بدتر ہو جاتے ہیں۔ علمائے حق اور علمائے سُوء کے الفاظ اس حقیقت کا واضح ثبوت ہیں۔ علماء اور سادات کے لیے یہ کہاوت بھی ان لفظوں میں عام تھی کہ "مُلا نے اور شہانے ٹھیک رہیں تو لوگ ٹھیک رہیں گے۔" انکے احوال بدلے تو یہ بھی کہا جانے گا کہ "مولوی پیر جو کہتے ہیں وہ کرو، جو کرتے ہیں وہ نہ کرو"۔ یہ بھی کہا سنا گیا کہ "مولویوں پیروں کو دُور سے دیکھو تو ایسا لگتا ہے کہ ان جیسا کوئی نہیں، ذرا قریب ہو جاؤ تو لگتا ہے اپنے جیسے ہیں، زیادہ قریب ہو جاؤ تو لگتا ہے، ہم ان سے بہتر ہیں۔" بلاشبہ سب ایک جیسے نہیں، وہ جنہیں علم و عمل اور محراب و منبر کی آبرو کہا جاے وہ مثالی ہی ہیں اور آج بھی انہی سے مسند و منبر کا اعتبار ہے۔ وہ لوگ جو "پیر زادے، صاحب زادے، شیخ زادے، مخدوم زادے" کہلاتے ہیں لیکن کسی طرح بھی خود کو (ظاہری و باطنی طور پر) مسند و منبر کا اہل ثابت نہیں کرتے، ان کی وجہ سے خانقاہیں اور بارگاہیں وہ کردار ادا نہیں کر رہی ہیں جو اِن کا حصہ اور فریضہ تھا۔ عمدہ پوشاکیں، قیمتی فرنیچر، گاڑیاں، آراستہ و پیراستہ عمارتیں تو ہیں اور کچھ رسمیں بھی ہیں لیکن وہ تب و تاب خال خال ہی ہے جو ان خانقاہوں اور بارگاہوں کا اعزاز و امتیاز تھی۔ بیشتر قاری صاحبان، نعت خوانان، واعظین اور خطباء میں دکھاوا ہی زیادہ ہے۔ فتویٰ ہے تو تقویٰ نہیں۔ تعصب بہت ہے تصلب کم ہے۔ اہلیت و صلاحیت اور قابلیت کے فقدان کے باوجود "خلافتیں" بٹ رہی ہیں، اسناد عطا ہو رہی ہیں۔ مسند ارشاد ہو یا مسند تدریس یا مسند افتاء، مقدار بہت ہے، معیار کہیں کہیں اور کسی قدر رہی ہے۔ صدق و اخلاص اور ذمہ داری کا احساس نہ ہو تو اثر پذیری نہیں رہتی۔ محافل نعت کی ماشاء اللّٰہ بہتات ہے۔ اسٹیج پر جا کر ٹوپی پہن لینا اور پروگرام کے بعد برہنہ سر، لباسِ غیر میں عام لوگوں، لڑکوں کی طرح سیاحتی مقامات پر طرح طرح کی تصاویر بتاتی ہیں کہ "عشقِ رسول" کتنا ہے؟ قول و فعل کا اتنا تضاد کیوں ہے؟ کیا نعت خوانی کو بھی "انڈسٹری" بنا لیا گیا ہے؟ ادب آداب، عقیدت و احترام ملحوظ رکھے بغیر یہ انداز و اطوار کیا شمار کیے جائیں؟ عام گلوکار اکثر رفاہی اور فلاحی کاموں میں بھی نمایاں حصہ لیتے نظر آتے ہیں۔ نعت خواں کسی طور یہ خدمت کیوں نہیں کر رہے؟ محافل نعت میں کسی دینی مدرسے یا طالب علم کے اخراجات کی ادائی کی کوئی کوشش کیوں نہیں ہوتی؟ مساجد میں مامور اماموں اور مؤذنوں کی ناداری کے باوجود ان کے لیے کوئی مالی اعانت کا سلسلہ کیوں نہیں کیا جاتا؟

بارہویں سالانہ یادگاری مجلّے سے حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی تحریر کا اقتباس بھی ملاحظہ ہو: "گمان تھا کہ دین داروں کو وہی مرغوب ہوگا جو وہ پڑھتے پڑھاتے اور سنتے سناتے ہیں، لیکن اولیاء کے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللّٰہ عنہ سے منسوب قول اس دور کے بیشتر (الا ماشاء اللّٰہ) دین داروں کے حوالے سے سچ پایا کہ "اہلِ دنیا ہم سے بہتر ہیں کیوں کہ وہ دنیا کو دنیا سے کماتے ہیں اور ہم دنیا کو دین سے کماتے ہیں"...... تذکروں میں درج ہے کہ ایک شخص اپنے پیر و مرشد کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا۔ کہا کہ "میں نے دیکھا ہے کہ میری انگلیاں نجاست سے بھری ہوئی ہیں اور آپ کی انگلیاں شہد سے بھری ہوئی ہیں"...... پیر و مرشد نے برجستہ کہا "کیوں نہیں...... یہ دین اور دنیا کا فرق ہے۔" مرید نے عرض کی "حضرت! خواب کا کچھ بیان ابھی باقی ہے۔" پیرِ طریقت نے فرمایا "کہو"...... مرید نے کہا "وہ یہ کہ میں نے دیکھا کہ میں آپ کی انگلیاں چاٹ رہا ہوں اور آپ میری انگلیاں چاٹ رہے ہیں"......

پیر سرمست نے گردن جھکا لی...... الدنیا جیفة وطالبها کلاب (الحدیث)۔ شعلہ نگار جناب شکیل عادل زادہ نے کہیں لکھا ہے کہ "اک سونے کی ہڈی پھینکیے، پھر دیکھیے، آدمی کیسا کتا بنتا ہے......"

وارثانِ انبیاء کہلانے والے جانے کتنے ہیں جو اپنا منصب و مقام اور اس کی ذمہ داریاں بھولے ہوئے ہیں۔ شکر ہے کہ ۔ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

خانقاہوں، درس گاہوں کے علاوہ ایوان ہائے جاہ و حشم کو دیکھیں تو کرب اور بڑھ جاتا ہے۔ چند برسوں میں دنیا کتنی اور کیسی تلپٹ ہو گئی...... ہوا و ہوس کو معبود بنانے کی کیسی رسم سی چل نکلی ہے، خود پرستی و خود نمائی کی طغیانی میں متاعِ امیر و فقیر بہی جا رہی ہے...... گناہوں پر راضی ہو جانا یا عذرِ گناہ تو گناہ سے بھی بدتر ہے...... جاہلیتِ اُولیٰ کے تذکرے اس جاہلیتِ اُخریٰ کے احوال میں کچھ ہلکے اور ہیچ ہوتے نظر آتے ہیں......

ے اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے　　امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

میری تلخ نوائی سے یہ گمان نہ کر لیا جائے کہ میں مایوس و بےزار ہوں، نہ ہی یہ تاثر لیا جائے کہ خود میں "آلودۂ عصیاں نہیں...... خدا گواہ ہے کہ حال اپنا کچھ یہی ہے کہ ۔

پڑی اپنے گناہوں پہ جب کہ نظر　　تو نگاہوں میں کوئی بُرا نہ رہا"

☆ الحمد للّٰہ تعالیٰ پاک افواج نے 50 سالہ یومِ دفاع بہت جوش و جذبے سے منایا۔ وطنِ عزیز کو ناقابلِ تسخیر بنانے کے لیے پاک فوج اور ہر سچا پاکستانی پُرعزم ہے اور اس باب میں کوئی کوتاہی گوارا نہیں۔ پاک افواج نے دہشت گردی کے خاتمے کے لیے "ضربِ عضب" کے عنوان سے تا حال جو کارگزاری پیش کی ہے اسے دنیا بھر میں سراہا جا رہا ہے بلکہ بری فوج کے سربراہ کو زور دیا جا رہا ہے کہ وہ "جانے کی باتیں جانے دیں" اور ملک میں امن و امان کے لیے اپنی خدمات دیر تک جاری رکھیں۔ ماضی کے حکمرانوں اور سیاسی "بڑے" اپنی کارکردگی سے اس ملک و قوم کو جس دل دل میں دھنسا چکے ہیں اس سے نکالنے کے لیے موجودہ فوجی سربراہ نے نمایاں کردار ادا کیا ہے، لیکن ضروری ہے کہ ہر پاکستانی اس حوالے سے اپنے سچے پاکستانی ہونے کا ثبوت دے اور لاپرواہی اور بےحسی ترک کر کے ملک و ملت کی بہتری میں بھرپور حصہ لے۔ مزاج نہ بدلے اور غفلت کے دبیز پردے نہ اٹھائے گئے تو پُرامن اور محفوظ ماحول میسر نہیں ہو سکے گا۔

☆ "ایلان کردی" ملکِ شام کا وہ 3 برس کا بچہ جس کا ننھا سا لاشہ سمندر کی لہروں نے ساحل تک پہنچایا،

اس کی تصویر ”انسان اور انسانیت“ کے لیے دل ہلا دینے اور لرزا دینے والی تھی۔ شاید ہی کوئی ”سنگ دل“ ہوگا جس کی آنکھیں اس تصویر کو دیکھ کر نم نہ ہوئی ہوں۔ انبیا و اولیاء کی سرزمین شام کو تاراج کرنے والے (ISIS) ”داعش“ کے جنگجو جس طرح دنیا کے امن کو برباد کر رہے ہیں وہ عیش پسند حکمرانوں اور اقتدار کے حریص بادشاہوں کے لیے شاید ”مسئلہ“ نہ ہو، لیکن داعش کے بارے میں ملتی خبریں ہر ”انسان اور مسلمان“ کو پریشان کیے ہوئے ہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ اس سفاک تنظیم کے پاس سرمائے اور ہتھیاروں کی کوئی کمی نہیں، ان کی افرادی قوت ہر دن بڑھ رہی ہے۔ اتنی بہت ٹیکنالوجی کے ہوتے ہوئے اس داعش کا نیٹ ورک کیسے قابو نہیں ہو رہا؟ ایلان کردی کے لاشے کے بعد شامی مہاجرین کے لیے کھلنے اور بند رہنے والے دروازوں کی تفصیل بھی چشم کشا ہے، مسلمان کے لیے مسلم ممالک کا رویہ کیا ہو گیا؟ با ہم برسرپیکار یہ ”مسلمان“ کیا داعش کا سدباب کر سکیں گے؟ اصحاب نبوی اور اہل بیت نبوت (رضی اللہ عنہم) کے مزارات پر حملے، مسلم آبادیوں میں دھماکے اور قتل عام کوئی ایسے سانحے نہیں جنہیں فراموش کر دیا جائے۔

عراق مسلسل تباہ ہو رہا ہے، شام کو کھنڈر بنانے کا عمل جاری ہے۔ سعودی عرب کے لیے امریکی رویہ بدل چکا ہے۔ ایران اور سعودی عرب تنازع پریشان کن ہے۔ کیا وجہ ہے کہ خون خرابا اور بربادی صرف مسلم ممالک میں ہے؟ افسوس کہ مسلمان ہی اس صورت حال سے غافل ہے۔

☆ مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللّٰہ میں تعمیری توسیع اور تبدیلی کا کام ہو رہا ہے۔ حرمین شریفین میں عمارتیں بنانے اور انہیں ڈھا لینے کا سلسلہ کچھ ”نرالا“ ہی ہے۔ کتنے ہوٹل نئے بنائے گئے، ابھی ان کا افتتاح بھی نہیں ہوا کہ انہیں ڈھانے کے احکام آ گئے۔ حرمین کے اطراف ایک جیسی عمارتیں بنائی جاتیں اور ہر ایک کو یکساں سہولت دی جاتی تا کہ حج و عمرہ کی تربیت سے لوگ وہاں سادگی اور مساوات سیکھتے۔ بڑی عمر اور بیمار افراد کے لیے بھی آسانی ہوتی لیکن مال دار طبقے کے لیے ہر آسائی ہے اور دوسروں کے لیے کوئی سہولت نہیں۔ لمبی مسافت اور طرح طرح کی دشواریاں ہیں۔

1436 ہجری کے حج کے موقع پر کعبۃ اللّٰہ میں پہلے کرین گرنے کا اندوہناک حادثہ ہوا۔ لوہے کی بھاری کرین جس بلندی سے گری اور اس کے ساتھ لوہے کی رسّی (بٹی ہوئی تار) اس نے مطاف کے سفید فرش پر انسانی خون کی سرخی بچھا دی۔ کتنے حجاج کچلے گئے۔ ابھی اس حادثے کا گہرا زخم تازہ تھا کہ منیٰ کے میدان میں ہزاروں حجاج ”مار دیے گئے۔“ کرین گرنا طوفانی ہوا کی وجہ سے تھا یا کوتاہی؟ لیکن منیٰ کا حادثہ تو چشم دید حجاج کے مطابق یقینی کوتاہی تھا۔ حجاج کی نعشوں سے بد سلوکی اور ان کی بے حرمتی بھی سوشیل میڈیا اور ٹی وی چینلز پر دیکھی گئی۔ جاں بحق ہونے والوں کی تعداد کے حوالے سے بھی غلط بیانی ہوتی رہی۔ ہزاروں افراد کا یوں لقمہ اجل بنا دیا جانا بہت اذیت ناک تھا۔ وی آئی پی کلچر جہاں بھی ہو، چند افراد کی خاطر دوسرے تمام لوگوں کے لیے شدید مشکلات اور سنگین مصائب کا موجب ہوتا ہے۔ بدنظمی اور غلط فیصلے کبھی اچھے نتائج نہیں دیتے۔

☆ انٹرنیٹ پر ”بیسویں صدی کے بڑے قاتل“ کے عنوان سے سرچ کریں تو جو تفصیل سامنے آتی ہے اس کی جھلک ملاحظہ ہو: ”MAO ZE DONG، چین کے ماؤزے تنگ کا نام سرفہرست ہے، ان کے غلط سیاسی فیصلوں کے نتیجے میں چار سے چھ کروڑ انسان مارے گئے، انسانی نسل کشی کا انہیں سب سے بڑا مجرم بتایا گیا ہے۔ روسی حکمران JOSEPH STALIN (جوزف اسٹالن) کی وجہ سے دو کروڑ افراد مارے گئے۔ وجوہات میں جبری منصوبے نمایاں ہے۔ ADOLF HITLER (اَوڈلف ہِٹ لَر) کے جبر اور ایذا رسانی کے سبب 3 کروڑ افراد مارے گئے۔ جاپان کے HIDEKI TOJO فوجی آمر (ہیڈے کی توجو) کی وجہ سے پانچ کروڑ افراد مارے گئے۔ KING LEOPOLD II، بیلجیم کے بادشاہ (لیوپولڈ دوم) کی وجہ سے 80 لاکھ سے ایک کروڑ افریقی مارے گئے۔ اس فہرست میں NAPOLEON (نپولین) کا نام بھی ہے جس کے سبب 35 لاکھ افراد مارے گئے۔ VLADIMIR LENIN (ولادی میر لے نِن) چالیس لاکھ افراد کا قاتل بتایا گیا ہے۔ اس تعداد میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔

اس فہرست میں ایران کے خمینی، عراق کے صدام حسین، افغانستان کے ملا عمر اور پاکستان کے جنرل یحییٰ خان اور دیگر کے نام بھی ہیں۔ اسلام اور مسلم دنیا کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والوں کو ہیروشیما، افغانستان اور عراق پر گرائے جانے والے بارود کی ہوش ربا تفصیل نہیں معلوم ہوگی۔ ویت نام ہی کی ایک جنگ میں کیا ہوا؟ مذکورہ فہرست میں قاتل چند افراد ہیں جب کہ مقتولین کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ انسانیت کے دشمن کون شمار ہوں گے؟ دہشت گردی کا الزام آج صرف مسلمانوں پر کیوں لگا دیا گیا ہے؟

القاعدہ، طالبان، بوکوحرام، داعش نامی دہشت گردوں، ظالموں کا ذکر تو بہت ہے مگر مقبوضہ بیت المقدس پر مسلط ”اسرائیل“ کے مظالم کا کوئی شمار کیوں نہیں کرتا؟ میانمار (برما) میں بدھ مذہب کے وحشیوں کی سفاکی اور مقبوضہ کشمیر میں ڈھائے جانے والے ظلم و ستم پر شور و غوغا کیوں نہیں؟ مسلمان کہلانے والی جن تنظیموں نے دہشت گردی اپنائی ہے، دنیا بھر کے تمام سچے مسلمانوں نے ان سے بے زاری اور نفرت کا برملا اعلان کیا ہے۔ اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں اور کوئی سچا مسلمان ہرگز دہشت گرد نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی دہشت گردی کا خوگر ہوتا ہے وہ اپنے ایمان و اسلام کی خود نفی کرتا ہے۔ دنیا کے ”بڑے“ اگر امن چاہتے ہیں تو انہیں عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہوں گے۔ جانب داری، امتیازی سلوک اور تعصبانہ منفی طرز عمل سے نفرتوں ہی کے آتش فشاں دہکتے رہیں گے۔

☆ لاہور شہر کے ایک حلقے میں ضمنی انتخابات کی بات کی جائے یا سندھ و پنجاب میں نئے بلدیاتی انتخابات کی؟ پی آئی اے (پاکستان انٹرنیشنل ایرلائنز) کی نج کاری پر احتجاج کے ڈرامے کا ذکر کیا جائے یا صدر پاکستان کی طرف سے ”سود (ربا) کی گنجائش نکالنے کے ہذیان کا؟ چینی صدر کی آمد اور اقتصادی راہ داری کا چرچا بھی پیش نظر ہے اور لاہور میں اورنج ٹرین کے لیے ہونے والا واویلا بھی، بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کی اچانک آمد، پٹھان کوٹ کا واقعہ اور پاکستان کا ردعمل، ملک کے موجودہ وزیر اعظم کو ”بڑی

جدوجہد" کے بعد تیسری مرتبہ حکومت ملی تو وہ خود پر قابو کیوں نہ رکھ سکے؟ "لبرل" کہلانے والی سوچ اور طرز کیوں اپنائی؟ ان کے شاہانہ مزاج اور شاہی انداز واطوار کیا گل کھلا رہے ہیں؟ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو کیا بنایا جا رہا ہے؟ تحفظ نسواں کے نام پر وہ کیا چاہتے ہیں؟ "نیب" سے کیا مخاصمت ہے؟ آئین کی غداری کے مجرم ٹھہرائے جانے والے پرویز مشرف کے لیے کیا ہونے والا ہے؟ رانا ثناءاللہ ایک بار پھر کیوں وزیر بنائے گئے؟ کراچی میں مصطفیٰ کمال کی اچانک نموداری کیا کہتی ہے؟ ان سب عنوانات پر ہم نے اپنے اظہار خیال کو صفحات کی تعداد زیادہ ہو جانے کی وجہ سے مجبوراً نکال دیا ہے۔

☆ اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کہ "عشق رسول" ﷺ وہ چیز ہے جسے مسلمانوں نے ختم کرنے یا کم کرنے کے جتن ہی "غیروں" کا روزگار ہے۔ جذبہ جہاد اور عشق رسول ہی "غیروں" کو کھٹکتا ہے۔ وہ اس کے خلاف ہر حربا آزماتے ہیں اور اب ٹیکنالوجی کی بہتات نے انہیں یہ مذموم کھیل زیادہ کھیلنے کا موقع دے دیا ہے مگر اسی ٹیکنالوجی سے اس کا ردعمل بھی انہیں اسی شدت سے دیکھنے سننے کو ملتا ہے۔ کارٹون بنانا، کعبے کے نقش کی پب بنانا، جوتوں پر مقدس نام لکھ دینا، قرآن کریم کو جلانے اور اس کی طرح طرح سے بے حرمتی کرنا، توہین آمیز جملے بولنا اور لکھنا...... مسلمانوں کے عشق رسول کا درجہ حرارت ہر مختصر وقفے کے بعد دیکھنا ان "غیروں" کا معمول ہے۔ شوبزنس، ماڈلنگ، اشتہارات، ڈراموں کی کثرت بھی "غیرت" ہی ختم یا کم کرنے کے لیے ہے۔

☆ ملک ممتاز حسین اعوان قادری کے حوالے سے واقعات وشواہد بہت کچھ بتاتے ہیں۔ اس سپاہی کو گورنر کے ساتھ کیوں مامور کیا گیا۔ گورنر کی صوبائی حکمران سے نہیں "بنتی" تھی انہیں ممتاز قادری کے جوش و جذبہ کی بھنک مل گئی تھی۔ ممتاز قادری نے جب گورنر کو مارا تو گورنر کی حفاظت پر موجود اسکواڈ میں سے کسی نے ممتاز پر فائر کیوں نہیں کیا؟ گورنر کی فیملی نے بغیر کسی معاوضے کے "معاف" کر دیا تھا۔ ان کا مطالبہ صرف گورنر کے بیٹے کی بازیابی تھی۔ مقدمے میں دہشت گردی کی دفعات کیوں شامل کی گئیں اور مقدمے کی سماعت میں سقم کیوں رکھے گئے؟ چار برس بعد "اچانک" سزا پر عمل درآمد کی نوبت کیوں آئی۔ ناموس رسالت کی پاس داری کے جرم میں پھانسی پر لٹکائے جانے والا ممتاز قادری اتنا ہی "جنونی اور دہشت گرد" تھا جتنا کہ غازی علم دین شہید، جس کی وکالت تحریک پاکستان کے قائداعظم محمد علی جناح نے کی اور حمایت مفکر پاکستان علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے کی۔ غازی علم دین کو سزا غیر مسلموں نے سنائی ج کہ ملک ممتاز قادری کو سزا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے "مسلم" حکمرانوں نے سنائی۔ حکمرانوں کے فیصلے اور رویہ کے خلاف ممتاز قادری کا کے جنازہ کا مثالی اجتماع واضح ریفرنڈم تھا۔

☆ "سید ریحان علی چشتی نے یہ تماشا بجوایا"

اسلام آباد میں ورکنگ وومن سیمینار تھا جس میں اسلام آباد کی (خصوصاً اور باقی علاقوں کی عموماً) خواتین مدعو تھیں۔

روس کی دو خواتین جو اردو سیکھنے کی غرض سے اسلام آباد آئی ہوئی تھیں انہیں بھی تقریب کی شان بڑھانے کے لیے بلا لیا گیا۔ تقریب سے خطاب کے دوران خواتین نے روس کی ترقی کی مثال دیتے ہوئے اس کا سہرا وہاں کی ورکنگ وومن کے سر پر رکھ دیا۔ خیر پھر روس کی خواتین کو بھی بات کرنے کا موقع دیا گیا۔ روسی خاتون نے روس کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارے ہاں اٹھانوے فیصد خواتین گھر سے باہر نکلتی ہیں اور شاید یہی ہماری ترقی کا راز بھی ہے۔ تمام ہال تالیوں کی آواز سے گونج گیا، پاکستانی خواتین تو ایسے خوش ہو رہی تھیں کہ جیسے "ترقی" کا زینہ ہاتھ لگ گیا ہو۔

روسی خاتون نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا، لیکن ابھی ہمارے پاس دو فیصد گھریلو خواتین ہیں اور مجھے فخر ہے کہ میں بھی ان دو فیصد خواتین میں سے ایک ہوں۔ اچانک تمام ہال پر سناٹا چھا گیا۔ اس نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا، "دراصل ہم نے معاشی لحاظ سے تو ترقی کر لی ہے جب کہ معاشرتی لحاظ سے ہمارا معاشرہ تباہ ہو چکا ہے۔ شراب نوشی، قتل وغارت، زنا بالجبر اور ڈاکا زنی عام ہو چکی ہے اور ایسا صرف اس لیے ہوا ہے کہ مائیں بچوں کی تربیت نہیں کر رہیں۔ بچے بچپن سے آزاد ماحول میں زندگی گزارتے ہیں جہاں انہیں کارٹون، گیمز اور تفریح کی دوسری چیزیں مہیا کی جاتی ہیں لیکن یہ چیزیں انہیں شدت پسند اور قانون کا باغی بنا دیتی ہیں۔

اب ہمارے معاشرے میں ان عورتوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جو گھروں میں رہتی ہیں اور بچوں کی تربیت کرتی ہیں۔ وہ اور نہ جانے کیا کیا کہتی گئی لیکن سامنے بیٹھی عورتیں ایسے سن رہی تھیں جیسے ہم آپ اپنے ابو، امی یا بڑے بھائی کا پڑھائی کے بارے میں دیا گیا لیکچر سنتے ہیں۔ جس میں وہ کہہ رہے ہوتے ہیں پڑھ لو ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے اور ہم ان کی بات ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔

پوسٹ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک عورت کی گود میں جب "بچہ" آتا ہے تو اس پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ایک ایسا فرض جس میں غفلت کی گنجائش نہیں ہوتی۔ جب ایک انسان کو پرورش کے لیے دوسرا انسان دیا جاتا ہے تو گویا ساری انسانیت کی لگام اس کے ہاتھ میں دے دی جاتی ہیں کہ چاہو تو اسے ابلیس بنا دو کہ کل کو ساری انسانیت کے لیے وبال بن جائے اور چاہو تو وہ بندہ بشر بنا دو جو اپنے آگے پیچھے اور دائیں اور بائیں "خیر" کی روشنی بکھیرتا چلا جائے۔

سارے انسان "خیر" ہوتے ہیں۔ بس ان کی پرورش کے گہوارے ان کو یا تو پھول بنا دیتے ہیں یا پتھر۔

☆ انٹرنیٹ پر آزادی نسواں کے منفی اثرات کے عنوان سے جو تفصیل ملتی ہے وہ شاید وطن عزیز پاکستان کے "ان جغادریوں" کے لیے دل چسپ نہیں، جو آزادی نسواں اور تحفظ نسواں کے نام سے بہت شور وغوغا کرتے نظر آتے ہیں۔

انٹرنیٹ میں ہے کہ آج کی عورتوں کا یہ کہنا ہے کہ عورتیں بھی وہ سب کچھ ہو سکتی ہیں جو آج ایک مرد ہے حالاں کہ یہ بوجوہ ناممکن ہے۔ ان عورتوں کا کہنا ہے کہ گھریلو عورت، مرد سے کم تر ہوتی ہے اگرچہ مصنوعی

مانعِ حمل دواؤں اور اسقاطِ حمل کروا کے عورت اس کو اپنی فتح سمجھتی ہے لیکن درحقیقت ایسا کرنا اس کے جسمانی تقاضے کی کمزوری ہے اور مانعِ حمل اور اسقاطِ حمل سے وہ شدید بیماریوں کی طرف بڑھتی ہے۔ تحریکِ آزادیِ نسواں سے عورت اپنے موروثی کردار کو ختم کرنے پر تُلی ہوئی ہے۔ چالیس فیصد سے زائد خواتین اسقاطِ حمل کرواتی ہیں وہ مزاج میں کشیدگی اور ذہنی دباؤ کی شکایت کرتی ہیں اور خودکشی تک کا سوچتی ہیں۔ بدکاری کے ''نتائج'' سے بچنے کے لیے مانعِ حمل دواؤں وغیرہ سے بدکاری میں آسانی ہوئی ہیں اور ''رشتہ داری'' کی ذمہ داریوں سے بچنے کا رجحان بڑھا ہے۔ عورتیں شادی سے اس لیے بھی فرار چاہتی ہیں کہ وہ شوہر کی اطاعت اور خدمت نہیں چاہتیں۔ تحریکِ آزادیِ نسواں بغیرتی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جب عورت ''آزادی'' کی بات کرتی ہے تو اسے اپنے جسم کی نمائش کے لیے کم لباسی اور اپنے جسم کے خاص حصے نمایاں رکھنے ہوتے ہیں جس سے وہ اپنے نسوانی وقار کو کھو بیٹھتی ہے اور مردوں کی ہوس کا زیادہ نشانہ بنتی ہے۔ اپنی اس بے حیائی سے خود دعوت دیتی ہے مرد کو کہ وہ اسے بے عزت کرے۔ عورت نے خود کو مردوں کے لیے ''کھلونا'' بنا لیا ہے۔

☆ اس سال حضرت مولانا مفتی محمد نصر اللّٰہ افغانی کی رحلت کے بعد شارحِ صحیح مسلم شریف، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی بھی داغِ مفارقت دے گئے۔ ان کی وفات اہلِ سنّت کے لیے شدید نقصان ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ''حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے رُوبرو انہوں نے واضح اور برملا اعتراف کیا کہ ان کے والدِ گرامی انہیں ساتھ لے کر ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کے خطاب کی ایک محفل میں گئے۔ علامہ سعیدی نے کہا کہ اس دن مَیں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے ایسا (حضرت خطیبِ اعظم جیسا) بننا ہے یعنی انہیں علمِ دین کے حصول کی ترغیب حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کی بدولت ہوئی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کی بدولت کتنے اور کیسے کیسے افراد متاثر ہوئے۔'' یہ بات حضرت خطیبِ ملت نے اپنی تحریر ''فکرِ رضا اور حضرت مولانا اوکاڑوی'' میں لکھی جو پاک و ہند کے متعدد جرائد و رسائل میں برسوں پہلے شائع ہوئی۔ 26ویں سالانہ عرس مبارک کے یادگاری مجلّہ الخطیب میں اس تحریر کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہوا۔

نباضِ قوم، حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق یادگارِ اسلاف تھے، جماعت رضائے مصطفیٰ اور ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، زینۃ المساجد گوجرانوالا، صحیح عقائد کے حوالے سے مساجد میں آویزاں کرنے کے لیے عمدہ پوسٹر، متعدد کتب کی اشاعت، اور بدعقیدگی و بدعملی کے خلاف جرأت کے ساتھ مسلسل جہاد ان کے کچھ حوالے ہیں۔ محدثِ اعظم حضرت استاذ العلماء والفضلاء مولانا سردار احمد صاحب آف فیصل آباد کے فیض یافتہ اس مردِ مجاہد نے زندگی بھر کارہائے نمایاں انجام دیے۔ کئی برس شدید علالت کے باوجود ان کی خدمات کا تسلسل رہا۔ اس برس وہ بھی پردہ فرما گئے۔ ان کی وفات سے ایک بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔

☆ گزشتہ برس سے یادگاری مجلّے کی اشاعت کے بعد تا حال حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے بحمدہ تعالیٰ تین مرتبہ حرمین شریفین کا سفر کیا اور زیارت و عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ امریکا سے الحاج محمد پرویز اشرف اور مہر محمد شفیق کی دعوت پر ایک مرتبہ پھر ماہِ محرم 1437 ہجری میں سالانہ شہادت کانفرنس میں کلیدی خطاب کے لیے امریکا تشریف لے گئے۔ اس موقع پر حضرت خطیبِ ملت کو جرسی سٹی میں ہونے والی 25 دسمبر کو سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس میں مرکزی خطاب کے لیے پُرزور اصرار کیا گیا چنانچہ مخدومِ اہلِ سنّت حضرت قبلہ الحاج پیر قاضی فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے ارشاد کے مطابق حضرت خطیبِ ملت ماہِ ربیع الاول میں پھر امریکا تشریف لے گئے اور ہیوسٹن، نیوجرسی، راک لینڈ، ٹامس ری ور، بالٹی مور، نیویارک، جرسی سٹی، ڈوڈلینڈ، یونین سٹی اور اسٹاکٹن سمیت متعدد شہروں میں خطابات کیے۔ ماہِ ربیع الآخر میں جناب شیخ محمد رشید کے ساتھ حرمت حرمین ٹریولز کے کاروان میں حضرت خطیبِ ملت زیارات اور سالانہ بڑی گیارہویں شریف میں شرکت کے لیے عراق تشریف لے گئے جہاں بغداد شریف، مدائن، سلمان پاک، کوفہ، کربلا معلّٰی اور نجف اشرف میں مولائے کائنات خلیفہ رابع سیدنا علی کرم اللّٰہ وجہہ، سید الشہداء فخرِ کونین سیدنا امام حسین اور شہدائے کربلا، سیدنا امام مسلم بن عقیل، سیدنا سلمان فارسی، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم، سیدنا امام محمد جواد، حضرت سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ، حضرت معروف کرخی، حضرت سری سقطی، حضرت ابو القاسم جنید بغدادی، حضرت بہلول دانا، حضرت یوشع بن نون، حضرت ابو بکر شبلی، حضرت بشر حافی، حضرت منصور حلاج، حضرت شیخ عمر شہاب الدین سہروردی اور دیگر بزرگوں کے علاوہ محبوبِ سبحانی حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللّٰہ عنہ کے مزارات پر حاضری دی اور دربارِ غوثیہ میں گیارہویں شب میں خطاب کیا۔ حضرت خطیبِ ملت نے 28 برس کے بعد ایک بار پھر ان زیارات اور مقامات پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔

☆ اسلامک لائف اسٹائل سلوشنز پبلی کیشن، ڈربن، جنوبی افریقا کے زیرِ اہتمام اکتوبر 2015ء میں ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کی یادگار کتاب ''شامِ کربلا'' کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت کی گئی ہے۔ 320 صفحات کی اس کتاب کو مکمل ترجمہ تو نہیں کہا جا سکتا، اس میں اشعار بھی شامل نہیں، تاہم اسلامی لائف اسٹائل سلوشنز کی یہ کاوش منظرِ عام پر آئی ہے۔ ان کی ویب سائٹ کا ایڈریس درج ذیل ہے:

www.islamiclifestylesolutions.co.za

☆ حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی کتاب ''ثمینی، چند حقائق'' 27 برس سے اب تک انگریزی ہی میں طبع ہو رہی تھی۔ احباب کے اصرار پر اس کا اردو متن انٹرنیٹ پر حضرت خطیبِ ملت کے نام سے بنائی گئی ویب سائٹ پر اَپ لوڈ کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت خطیبِ ملت کی کتاب ''دیوبند سے بریلی (حقائق)'' کا عربی اور پشتو زبان میں ترجمہ بھی اس ویب سائٹ پر اَپ لوڈ کیا گیا ہے۔ ویب

سائٹ کا ایڈریس یہ ہے:

http://www.kaukabnooraniokarvi.com

☆ ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم کی شاہ کار تصنیف ''ذکرِ جمیل'' بفضلہٖ تعالیٰ سمتوں میں خواص و عوام میں مقبول ہوئی۔ مفکرِ اسلام حضرت مولانا محمد قمر الزمان اعظمی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ یہ کتاب انہوں نے اپنے تلامذہ کو سبقاً پڑھائی ہے، بلاشبہ یہ ہمارے حضرت کی مثالی خدمت ہے۔ اس کتاب کے انگریزی ترجمہ کے لیے بہت اصرار تھا۔ بحمدہٖ تعالیٰ یہ کام جاری ہے۔ ان شاء اللہ بہت جلد یہ ترجمہ ہدیۂ قارئین کیا جائے گا۔

☆ ماہِ صیام میں پاکستان ٹیلے وژن سے بعنوان ''انسان کی تخلیق'' حضرت خطیبِ ملت علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی کے 30 پروگرام اور روزانہ شب ڈھائی گھنٹے کی Live نشریات بعنوان ''شبِ وجد'' ٹیلے کاسٹ ہوئے اور بحمد اللہ تعالیٰ بہت پسند کیے گئے۔

ممتاز اسکالر اور نامور ٹی وی میگا اسٹار جناب ڈاکٹر عامر لیاقت حسین نے 1436 ہجری کے ماہِ صیام میں جیو ٹی وی کو اپنی خدمات فراہم کیں۔ جیو تیز چینل سے روزانہ افطار سے قبل دو گھنٹے کی نشریات ''علم و آگہی کے لمحات علامہ اوکاڑوی کے ساتھ'' کے عنوان سے پیش کی گئیں۔ سید حماد حسین اور محترمہ فرحانہ اویس اس پروگرام کے میزبان تھے۔ یکم رمضان المبارک سے 29 رمضان تک یہ سلسلہ جاری رہا اور ملک و بیرونِ ملک ناظرین کی بڑی تعداد نے اسے دیکھا اور سراہا۔ 20 رمضان سے آخری شب تک روزانہ سحری نشریات میں خطیبِ ملت علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی کو ڈاکٹر عامر لیاقت حسین نے اپنے پروگرام میں شامل رکھا۔

☆ بلوچستان میں حضرت مولانا محمد فتح محمد باروزئی اہلِ سنت کی مقتدر بزرگ شخصیت ہیں۔ حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے ساتھ محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تحریر سے نوازا ہے جو شامل کی جا رہی ہے۔ امریکا کے شہر ہیوسٹن میں مقیم حضرت مولانا قمر الحسن بستوی نے ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو منظوم ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے اور ممتاز خطیب مولانا مفتی محمد حنیف قریشی کا حضرت خطیبِ ملت کے نام ایک مکتوب بھی ہدیۂ قارئین ہے۔

مولانا محمد شاہدین اشرفی نے ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اپنی یادداشت کی دوسری قسط قلم بند کی ہے۔ اس شمارے میں ان کی وہ تحریر بھی ہدیۂ قارئین ہے۔ جناب غلام نبی قائم خانی نے اپنی یادداشت کچھ برس پہلے حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کو بھجوائی تھی اس سال اسے بھی شامل کیا جا رہا ہے۔ حضرت الحاج مرزا محمد ایوب رحمۃ اللہ علیہ نے برسوں پہلے ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے بارے میں جو تحریر یادگار رہنمائی عطا کی تھی وہ 14 ویں سالانہ عرس کے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔ اپنے انگریزی قارئین کے لیے اس شمارے میں ہم اس تحریر کا انگریزی ترجمہ

پیش کر رہے ہیں۔

☆ گُل زارِ حبیب ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام جامع مسجد گُل زارِ حبیب اور جامعہ اسلامیہ گُل زارِ حبیب زیرِ تعمیر ہیں۔ ماہِ صیام (1435 ہجری) میں نمازیوں کی سہولت کے لیے مسجد کے ہال اور خواتین گیلری کو ایرکنڈیشنڈ بنانے کا پروگرام بنا۔ الحاج شیخ محمد شکیل اور جناب الحاج شیخ ظہیر احمد نے کچھ تعاون کیا۔ ماہِ صیام میں نمازِ تراویح اور جمعہ کے اجتماعات کے دوران 42 ٹن سے زیادہ کے نو ایرکنڈیشنڈ لگائے گئے اور ابتدا میں ایک ماہ کے لیے جنریٹر کرائے پر حاصل کیا گیا۔ نمازیوں نے گرمی کے موسم میں اس سہولت سے بہت آرام پایا اور خوش ہوئے۔ اس ارادے کی ابتدا کرتے ہوئے اخراجات کا کسی قدر تخمینہ لگایا گیا تھا لیکن بجلی کی وائرنگ اور ضرورت کے مطابق بجلی کی مقدار کی فراہمی کے اخراجات اور اہتمام کا پورا اندازہ نہیں لگایا گیا تھا۔ ماہِ صیام کے بعد جناب مخدوم فاروقی اور انجینئر سید حماد حسین کے تعاون سے کے الیکٹرک کو مسجد کے لیے 250 کلو واٹ کی الگ پی ایم ٹی کی تنصیب کی درخواست دی گئی۔ اس پر بہت زیادہ اخراجات (پچاس لاکھ روپے سے زائد) آئے اور بہت مشکل سے مراحل کی تکمیل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسجد کے لیے الگ پی ایم ٹی نصب ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ نمازیوں کو اس سہولت سے استفادے میں کے الیکٹرک والے بجلی کی مسلسل فراہمی رکھیں۔

☆ گزشتہ دو برس سے عرس شریف میں آنے والے اور اس وقت سے اب تک ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کرنے والے ہر شخص سے بفضلہٖ تعالیٰ کلماتِ تحسین ہی سُنے گئے۔ خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے اپنے والدین کریمین کے مزار شریف کی تعمیر و تکمیل اور تزئین و آرائش میں اپنی محبت و عقیدت کا خوب خوب مظاہرہ کیا ہے۔ مزار شریف کی عمارت کے اطراف لوہے کی خوش نما جالی بھی لگا دی گئی ہے۔ مزار شریف کے تعویذ کا کام ماربل مارکیٹ کے جناب محمد الیاس کی معرفت جناب ذوالفقار علی کو نومبر 2013ء میں دیا گیا تھا، انہوں نے از خود پانچ ماہ میں تکمیل کا وعدہ کیا تھا لیکن طرح طرح کی مشکلات کا عذر کر کے انہوں نے دو سال سے زائد کا عرصہ گزار دیا اور اب بھی وہ مزید وقت کا تقاضا کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ توقع ہے کہ لاثانی ماربل کے محترم اقبال صاحب کے توسط سے یہ کام بھی جلد پورا ہو جائے گا۔

☆ ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی آمد کے بعد اجتماعاتِ جمعہ میں تفسیرِ قرآن کا بیان شروع فرمایا تھا، بفضلہٖ تعالیٰ 28 برسوں میں انہوں نے سورۂ توبہ کی ابتدائی آیات تک مسلسل تفسیرِ قرآن بیان فرمائی۔ ان کی رحلت کے بعد حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے سورۂ توبہ سے اب تک 30 برس میں سورۃ الحج تک کی مسلسل تفسیر بیان کی ہے اور اب سورۃ المومنون پارہ 18 کی تفسیر کا بیان جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص رحمتوں برکتوں سے نوازے اور وہ پورے قرآن شریف کی تفسیر بیان فرمائیں۔

☆ مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) نے فیس بک پر اکادمی کے علاوہ حضرت خطیبِ اعظم، خطیبِ ملت اور جامع مسجد گلزارِ حبیب کے آفیشیل فین پیج بنائے ہوئے ہیں لیکن دیکھا گیا ہے کہ حضرت خطیبِ ملت کے نام پر کچھ لوگوں نے ازخود فین پیج بنا رکھے ہیں اور ان میں وہ اپنی مرضی سے تصاویر اور معلومات چڑھاتے رہتے ہیں۔ ان کی محبت وعقیدت پر شبہ نہیں لیکن ایسے دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ خیال رکھیں کہ ان کی کوئی نادانی کسی غلط فہمی، بدگمانی یا منفی تاثر کا باعث ہوسکتی ہے اور شخصیت یا کام کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ احتیاط کا یہی تقاضا ہے کہ ایسے تمام دوست اپنے بنائے ہوئے فین پیج ختم کردیں تاکہ کسی غلط فہمی کی گنجائش ہی نہ رہے۔

☆ ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ کے لیے شارع فیصل سے آمد و رفت کا راستہ بند کیے نو برس ہو رہے ہیں، ہمیں نہیں معلوم کہ متبادل معقول راستہ دیے بغیر ایک بڑی آبادی کا راستہ بند کردینا کون سا قانونی، اخلاقی، انصاف اور کون سا "ترقیاتی کام" ہے؟ بارش اور وی آئی پی موومنٹ میں اس علاقے کے مکینوں کے لیے شارع فیصل کے آر پار جانے کی کوئی راہ نہیں رہ جاتی۔ سندھی مسلم سوسائٹی کا چوراہا بند کرنے والوں نے اس علاقے کے لوگوں کے لیے مسلسل آزار کا جو سامان کیا ہے اس کا "نوٹس" لینے والا کوئی نہیں۔ ہزاروں لوگوں کے راستے بند کر کے سگنل فری کوریڈور بنانے والے کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ جانے کتنے لوگوں کی حق تلفی کے مجرم ٹھہرتے ہیں اور ان کے لیے مسلسل اذیت کا سامان کرتے ہیں۔

☆ ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بارہ ربیع النور کو جامع مسجد گلزارِ حبیب میں افطاری کا اہتمام بھی احباب کی طرف سے کیا جاتا ہے جس میں ہزاروں افراد شرکت کرتے ہیں۔ کراچی کے مخدوش حالات کے پیشِ نظر مسجد کے اندر اور اطراف سیکیورٹی کیمرے بھی لگائے گئے ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ مسجد میں آنے والے نمازیوں کو ہر طرح سہولت اور آسانی رہے۔ مسجد کے اطراف کی دیوار کا ایک حصہ بفضلہٖ تعالیٰ مسجدِ نبوی شریف کے نقشے کے مطابق بنالیا گیا ہے، ان شاءاللہ باقی حصے کی تعمیر کا کام بھی جلد مکمل کیا جائے گا۔ مسجد کے مینار کی تعمیر بھی ابھی نامکمل ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ تعمیر میں تعاون فرمائیں اور دعا بھی فرمائیں کہ جلد یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

☆ جامع مسجد گلزارِ حبیب میں خواتین کے لئے "مجلسِ خواتین گلزارِ حبیب" کی کارکردگی بھی قابلِ ستائش ہے۔ خواتین میں دین سے آگہی اور زندگی میں نیکی سے وابستگی کا شوق بڑھانے کے لیے مجلس خواتین نے گزشتہ برسوں میں نمایاں کام کیا ہے۔ ہر ماہ چاند کی 2 اور 21 تاریخ کو ظہر اور عصر کے درمیان حلقۂ دُرود شریف کا تسلسل گزشتہ کئی برس سے اس مجلس کے زیرِ اہتمام جاری ہے۔ دو گھنٹے کی اس نشست میں حضورِ اکرم ﷺ کے مبارک نام کے عدد کی مناسبت سے 92 منٹ دُرود شریف کا ورد ہوتا ہے اور ضروری عقائد اور مسائل سے آگاہ کرنے کے لیے مختصر درس لازمی رکھا گیا ہے۔ دُرود شریف کا ورد اور اجتماعی دُعا مسائل ومشکلات کے حل میں بحمدہٖ تعالیٰ اکسیر ثابت ہوئی اور سیکڑوں خواتین فیض یاب ہوئیں۔ سال بھر درسِ

قرآن سُننے اور حلقۂ دُرود شریف میں شریک ہونے والی یہ خواتین اور کم سن بچیاں نعت خوانی اور تقریر کی تربیت بھی یہاں حاصل کرتی ہیں اور ہر سال سالانہ محفلِ میلاد شریف بھی منعقد کرتی ہیں۔ گزشتہ آٹھ برس سے حضرت ماں جی قبلہ رحمۃ اللہ علیہا کا سالانہ عرس مبارک بھی اسی محفل میں منایا جاتا ہے۔ اس سال بھی ہفتہ 9 جنوری 2015ء کو سالانہ محفل وعرس شریف کا انعقاد ہوا۔ مجلسِ خواتین کی نگراں کے کلیدی خطاب کے علاوہ مجلسِ خواتین کی کارکنان اور ان کی ساتھیوں نے والہانہ عقیدت واحترام کے ساتھ نعت ومناقب پیش کیے۔ یہ تقریب پانچ گھنٹے جاری رہی۔ اس محفل میں کوئی مہمان خطیبہ یا نعت خواں مدعو نہیں کی جاتی بلکہ محلے ہی کی خواتین اور مستقل یہاں درس وحلقہ میں شامل ہونے والی خواتین کو نمائندگی دی جاتی ہے اور ان کے دینی ایمانی جذبہ وشوق پر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی برکات ان سب کی زندگی میں ظاہر ہوئی ہیں اور ان سب میں نیکی بڑھی ہے۔ یہی خواتین سال بھر میں قرآن کریم کی تلاوت اور دُرود شریف کے مسلسل ورد کا ہدیہ شمار کر کے حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس شریف میں ایصالِ ثواب کے لیے پیش کرتی ہیں۔ مجلسِ خواتین کی نگران اور ان کی تمام ساتھی خواتین کی یہ کاوشیں قابلِ تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مسلکِ حق پر استقامت اور ان کی نیکیوں پر انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

☆ مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) نے دنیا بھر میں موجود اہلِ محبت وعقیدت کے لیے انٹرنیٹ پر حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ اور خطیبِ ملت کی آڈیو، وڈیو تقاریر سُننے اور دیکھنے کے لیے "بلاگ" (Blog) بنادیا ہے۔ لفظ "www.okarvi" ٹائپ کیجیے اور گھر بیٹھے فیض یاب ہوں۔ علاوہ ازیں فیس بک پر بھی فین پیج بنائے گئے ہیں۔ تین برس قبل امریکا میں مقیم جناب سید منور علی شاہ بخاری نے Sunni speeches کے نام سے ویب سائٹ بنائی اور علمائے اہلِ سنّت کی تقاریر کی ریکارڈنگس اس میں جمع کی ہیں۔ دو برس قبل okarvi speeches کے نام سے ایک اور ویب سائٹ بنائی گئی ہے۔ اس ویب سائٹ پر صرف حضرت خطیبِ اعظم اور خطیبِ ملت کی سیکڑوں تقاریر محفوظ کی جارہی ہیں۔

☆ قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس شریف کی تقریبات میں اور ہر جمعۃ المبارک کو بھی جامع مسجد گلزارِ حبیب میں اجتماعی فاتحہ خوانی کا تمام اہلِ ایمان بالخصوص حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں اور وابستگان کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔

☆ گزشتہ برس سے تا دمِ تحریر متعدد شخصیات اور افراد اس جہانِ فانی سے رحلت کر گئے۔ الحاج حمزہ داؤد (کراچی)، سید حسنین شاہ راجا کی خالہ محترمہ (کراچی)، جناب محمود پوچی کی اہلیہ محترمہ (چارلس ٹاؤن جنوبی افریقا)، دعوتِ اسلامی کے الحاج یعقوب عطاری کی والدہ محترمہ (کراچی)، نعت خواں حافظ محمد حسین کسووال (چیچا وطنی)، حوریہ فہیم کے والد رفیق قریشی (کراچی)، الحاج سید عباس علوی مالکی (مکہ مکرمہ)، الحاج طارق محبوب صدیقی (کراچی)، محترم عبدالقیوم طارق سلطان پوری (حسن ابدال)، الحاج جاوید اختر

کی والدہ محترمہ (لاہور)، اشرف علی کے والد محترم (کراچی)، محمد شاہد نیازی (فیصل آباد)، حضرت الحاج سید محفوظ مشہدی (پنجاب)، محمد نسیم کے تایا (کراچی)، لوہار محمد فرحان کی والدہ (کراچی)، حضرت مولانا غلام رسول چک سواری کی والدہ محترمہ (چک سواری)، محترم الحاج سید اسد علی شاہ بخاری کی چچی صاحبہ (پشاور)، جناب سید افضال علی کی اہلیہ جبین افضال (کراچی)، محترم الحاج خواجہ منیر احمد سہروردی کی والدہ محترمہ (کراچی)، خالد ڈیپائی کے والد (یوٹسوانا)، الحاج محمد عثمان قلندری کے والد محترم محمد یعقوب (کراچی)، مشہور نعت خواں محمد یوسف میمن کے جواں سال فرزند حماد (کراچی)، محمد علا ءالدین عطاری کے برادر محترم (کراچی)، ملک محمد اعجاز کے والد محترم ملک اشرف علی (لاہور)، جناب محمد رضوان کی والدہ محترمہ (کراچی)، محترمہ جولی خالہ (جنوبی افریقا)، جناب عبداللہ کاروانی کی والدہ محترمہ (کراچی)، محترمہ نادیہ انوار الرحمٰن (کراچی)، ڈاکٹر محمد دیدات کے برادر محترم (جنوبی افریقا)، صوفی غلام قادر کے جواں سال فرزند محمد حماد شہید (کراچی)، محترمہ سیدہ ہما زحسینی کی والدہ محترمہ معین النساء (حیدرآباد دکن)، ممتاز عالم دین مفتی محمد نصر اللہ خان افغانی (کراچی)، حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری کی اہلیہ محترمہ (کراچی)، پیر سید غلام نصیر الدین نصیر گولڑوی کی ہمشیرہ محترمہ (گولڑا شریف)، الحاج شفیع محمد قادری کی دختر نیک زوجہ محمد اقبال (کراچی)، خطیبِ ملت کے بھانجے شیخ محمد عمر کا نومولود فرزند (راول پنڈی)، جناب خلیل مغل کے والد محترم (گوجراں والا)، محمد ناصر قادری کی والدہ محترمہ (لاہور)، جواں سال مولانا کوکب نورانی ملتانی کے والد مولانا محمد رمضان قادری (ملتان)، الحاج اسمٰعیل احمد جانی (مدینہ منورہ)، سید حماد حسین کے نانا محترم (کراچی)، والدہ مولانا محمد یاسین قادری آف لیان (وزیر آباد)، مولانا عبدالعزیز عرفی (کراچی)، مفتی محمد اسحٰق مدنی کے والد محترم جناب عبدالرزاق (کراچی)، نباضِ قوم حضرت مولانا داؤد محمد صادق (گوجراں والا)، جناب خیبر زمان کی والدہ محترمہ اور اہلیہ محترمہ (کراچی)، مولانا محمد فاروق سعیدی کے بھتیجے (ملتان)، خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی خالہ زاد محترمہ نسرین افضل (لاہور)، جماعتِ اہلِ سنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ کی اہلیہ محترمہ (راول پنڈی)، امریکا میں ممتاز صحافی جناب مجیب لودھی کی والدہ محترمہ (نیویارک)، جناب صاحب زادہ سبطین رضا (بھارت)، فاضل نوجوان مولانا سید محمد عبدالوہاب اکرم قادری کے والد محترم سید عبدالمنعم (کراچی)، محترم سید عبدالقادر باپو شریف کی اہلیہ محترمہ (کراچی)، پیر محمد فضل حق رضوی (فیصل آباد)، محترم سید حسنین شاہ کاظمی (کراچی)، جناب ذوالفقار علی خاں کھوسا کی اہلیہ محترمہ سیدہ نادرہ گیلانی (لاہور)، محترم صاحب زادہ عطاءالمصطفیٰ نوری (فیصل آباد)، محترمہ بیگم راشدہ صدیقی (کراچی)، الحاج محمد پرویز اشرف کے ماموں جناب غلام رسول (گجرات)، شارح صحیح مسلم شریف استاذ العلماء حضرت مولانا غلام رسول سعیدی (کراچی)، حضرت الحاج مرزا محمد ایوب کے جواں سال فرزند مرزا محمد عبدالمقصود مدنی (جدہ)، حضرت پیر محمد نقیب الرحمٰن کی پھوپھی محترمہ (راول پنڈی)، حضرت مولانا پیر محمد چشتی (پشاور)، خطیبِ ملت کے دوست سید محمد حسن ہاشمی مرحوم کی

جواں سال بہن سیدہ نسرین ہاشمی (کراچی)، محترم غلام سبحانی کی اہلیہ محترمہ (امریکا)، جناب محمد عالم عباسی کی ہمشیرہ محترمہ (کراچی)، روضۂ رسول کی خدمت پر مامور اغوات میں سے جناب امام بن حسین (مدینہ منورہ)، جواں سال پیر محمد اسلم (کراچی)، عاشقِ رسول جناب ملک ممتاز حسین اعوان قادری شہید (راول پنڈی)، جامع مسجد گلزارِ حبیب کے پڑوسی جناب عامر درانی کی نانی صاحبہ (کراچی)، کراچی پولیس کے اے ایس آئی جناب محمد نسیم کی والدہ محترمہ (کراچی)، مفتی محمد اقبال سعیدی (ملتان)، محترم الحاج پیر محمد سعید صوفی (ڈربن، جنوبی افریقا)، الحاج محمد عمر اعوان (پشاور)، حضرت مولانا محمد شریف رضوی (حافظ آباد)

...... یہ سب قضائے الٰہی سے وصال فرما گئے۔ ربنا اغفر لنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ۔ آمین

ہم ایک مرتبہ پھر ان تمام اخبارات و جرائد اور ٹی وی چینلز کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر خصوصی مضامین اور عرس مبارک کی تقریبات کی خبریں نمایاں شائع کیں۔ ان تمام حضرات و خواتین کے لیے ہم خیر و برکت کی دعا کرتے ہیں جنھوں نے مساجد، مدارس، مراکز، اداروں، خانقاہوں اور گھروں میں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ماں جی قبلہ رحمۃ اللہ علیہا کو خراجِ عقیدت و محبت پیش کرتے ہوئے انہیں ایصالِ ثواب کیا۔ اللہ تعالیٰ عز وجل سبھی کا ہدیہ قبول فرمائے اور ہمارے محسن و مربی حضرت خطیبِ اعظم اور حضرت اماں جی علیہما الرحمہ کے درجات بلند فرمائے، آمین

مجلسِ خواتین گلزارِ حبیب کی نگران اور ان کی معاون خواتین کا ہم خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ وہ سال بھر نہ صرف دینی آگہی اور حصولِ برکات کے لیے محفلیں سجاتی ہیں بلکہ کلامِ الٰہی، دُرود شریف اور وظائف کا کثرت سے ورد کر کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر ایصالِ ثواب میں نمایاں حصہ لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بے پناہ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین

☆ اس مجلّے میں ہم سال بھر میں رونما ہونے والے اہم واقعات اور دینی مسلکی حوالے سے ضروری معاملات پر اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ تلخ و ترش باتیں بھی اصلاح و تعمیر کی غرض سے کرتے ہیں، کسی کی دل آزاری یا تضحیک و تحقیر سے ہمیں بحمدہ تعالیٰ ہرگز کوئی علاقہ نہیں۔ ہم تک پہنچنے والی تحریروں میں سے بھی کچھ اس مجلّے میں شامل کی جاتی ہیں۔ ہم سے اس تحریر میں کوئی خطا یا کسی طرح کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو اس کے لئے ہم بہت معذرت خواہ ہیں۔ کوئی بات اگر نادرست لکھی گئی ہو تو اس کی معافی چاہتے ہیں۔ اپنی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے ہم آپ کی مفید تجاویز اور کامیابی کے لئے آپ سے تعاون اور دعاؤں کے درخواست گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ عز وجل ہم سب پر اپنا فضل و کرم فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم اجمعین۔

من جانب

صوفی محمد حبیب الرحمٰن شفیعی	صوفی صوبہ خان قادری	شیخ عتیق الرحمٰن انجینئر، یو اے ای
محمد لیاقت خان قادری	محمد رضوان عباسی، افریقا	شیخ محمد رفیق نقش بندی، اوکاڑا
صوفی غلام قادر قادری	محمد یاسر اعوان	شیخ خلیل احمد، چوکی
مرزا محمد ارشاد مغل، لاہور	حاجی جاوید معرفانی	محمد عثمان صدیقی، امریکا
اظہر اقبال کامران، سوازی لینڈ	مولانا محمد اکبر نقش بندی	سید اشرف اشرفی، امریکا
حاجی محبوب الرحمٰن قادری، برطانیا	مطلوب الرحمٰن زاہد	حافظ سعید احمد مکی، برطانیا
شیخ محمد عرفان نقش بندی، برطانیا	صوفی اقبال احمد، برطانیا	مولانا شیراز ایم قادری، افریقا
صوفی محمد عرب، یو اے ای	شیخ محمد اشرف، پیر محل	مولانا قاری مظہر عباس، ہری پور
شاہد ایوب قریشی	محمد سلمان قریشی	صوفی میاں احمد، لاہور
حاجی بنے میاں قادری	محمد حامد قادری	شیخ نیک محمد، شرق پور شریف
صوفی ابو محمد قادری	سید محمد ساجد وارثی	حافظ محمد اکرم، اوکاڑا
مولانا محمد آصف رمضان	مولانا غلام محمد صدیقی، اٹک	شیخ تنویر احمد، چشتیاں شریف
شیخ محمد عمر، راولپنڈی	محمد زبیر خان قادری، بھارت	خواجہ محمد نعیم، سیالکوٹ
عبداللطیف قادری	حیدر علی قادری	ہاشم منصور قادری، جنوبی افریقا
محمد ابراہیم اسمال قادری، افریقا	حمید اللہ قادری	راجا عبدالحمید، آس ٹریلیا
سید منور علی شاہ بخاری، امریکا	محمد الیاس، ہائی پوائنٹ	حافظ اللہ رکھا (امریکا)
زمرد ثقلین	حاجی رحیم الدین قریشی	شیخ منظور احمد قادری، لاہور
احمد رشید، جنوبی افریقا	حاجی محمد حسین میمن	شیخ محمد شفیق، لاہور
سید محمد جنید قادری	محمد عثمان قلندری	پیر مقصود احمد سعید، رائے ونڈ
محمد عثمان نقش بندی، یو کے	شیخ خالد رشید نقش بندی	صوفی منظور احمد، وزیر آباد
سید نورانی حفیظ قادری	شبیر احمد قادری، مانسہرہ	محمد خلیل مغل، گوجراں والا
محمد نواز، امریکا	محمد مصطفیٰ (دکن، بھارت)	محمد افتخار حسن قادری، سعودی عرب
ملک محمد رمضان	غلام رسول قادری	محمد نادر خان قادری
شیخ فرید ثنا، بھارت	غلام مصطفیٰ رضوی، بھارت	شیخ عمر علی، لاہور
تنویر احمد خان	مولانا محمد عرفان قادری	ندیم نیاز
حاجی محمد انور (اوکاڑوی)	مولانا علاء الدین قادری	محمد عالم عباسی
محمد راشد خان قادری	محمد اقبال پٹنی، دبئی	اصغر علی
محمد بابر	محمد زبیر الدین	حافظ محمد ناصر قادری
محمد عارف قریشی، چاینا	محمد الطاف قریشی قادری	محمد نور خان قادری

حاجی عظیم حسین	محمد طفیل بابا	محمد فرقان خان لالی
مولانا محمد نسیم	مولانا حافظ محمد ناصر	حافظ محمد راشد قادری
سید ثاقب علی	حافظ محمد شفیق نورانی، ملتان	جنید رضا، بہاول پور
ہارون رشید، ابوظہبی	محمد سلیم سنی	عبدالغفار داؤد
سید اسحٰق عادل شاہ	محمد پرویز اشرف (امریکا)	چودھری محمد شفیق مہر (امریکا)
گل ریز قادری (بہاول پور)	عامر خاں درانی	احسن عبدالرحمٰن
شیخ شکیل قادری	محمد ابرار قادری (سعودی عرب)	نسیم عطاری
سید اسلام شاہ (امریکا)	محمد فاضل (یو اے ای)	محمد شاہد ملک
رضوان ملک	محمد رفیع اللہ قریشی	احسان اللہ قریشی
وقاص مصطفیٰ قادری	کاشف ایوب قریشی	سید شاہ حسین راجا
محمد آصف خان	محمد الیاس حسین (امریکا)	ملک بابر اعوان قادری

خادمین ومعاونین
مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)

Email : maulanaokarviacademy@yahoo.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تحریر: حضرت مولانا ابو سعد مفتی **فتح محمد خان باروزئی**
مہتمم اعلیٰ جامعہ فیض العلوم نقش بندیہ قادریہ
غریب آباد۔ سبی (بلوچستان)

ان نفوسِ قدسیہ اور علما کرام میں سے ایک عظیم المرتبت عالم باعمل حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی بھی ہے جن کا وجود مسعود آپ کی مبارک زندگی میں بندگان الٰہی کے لیے ایک نعمت غیر مرتقبہ اور فلاح دارین کے حصول کے لیے کامیابی اور کامرانی کا اعلیٰ ترین معیار اور کامل ترین علمی نمونہ ہے۔ آپ نے اپنے وعظ ونصائح اور اخلاق فاضلہ سے بندگان الٰہی کے دلوں کو سرورِ کائنات محبوب رب العالمین ﷺ کی محبت کا سبق دیا کیوں کہ حضور پُرنور ﷺ کی محبت جب تک اپنے والدین کی محبت سے بھی زیادہ نہ ہو تب تک وکامل ایمان والا نہیں ہوسکتا۔ الحمد للہ اس با رونق اور پُر بہار دین متین کے گلستان کو کفر والحاد، فسق وفجور اور گستاخیِ مقام رسالت کے طوفان خیز جھونکوں سے بچانے اور اس کے حسن وجمال کو نکھارنے میں آپ شب و روز مصروف رہے۔ یہی وجہ ہے کہ خصوصاً کراچی وجملہ پاکستان میں جہاں جہاں جلسے کیے گئے وہاں لاکھوں ارادت مندوں میں محبت سرورِ کونین ﷺ کی خوش بو مہک رہی ہے۔ الحمد للہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے جملہ فیوضات کا آپ کے بڑے صاحب زادے علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ پر ایسا اثر ہوا کہ اب بھی جامع مسجد شریف میں کئی ہزار لوگوں کا ہر جمعہ کے دن اجتماع ہوتا ہے ...... اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے علامہ کوکب نورانی کو تا دیر صحت وسلامتی سے زندہ رکھے تا کہ حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے عشق ومحبت کا جو گلشن آباد کیا تھا اُسے علامہ کوکب نورانی مدظلہ با رونق رکھے، آمین ثم آمین

حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دو اور فرزند ارجمند ہیں اور تینوں برادران اپنے والد ماجد کی نیک دعاؤں سے سیرت وکردار، تواضع وانکساری، مہمان نوازی ونفاست پسندی کی نمایاں خصوصیات رکھتے ہیں۔ یہ دنیا بڑے بڑے فصیح اللسان، اہل زبان، خوش الحان، شیریں زبان واعظین سے بھری پڑی ہے، مگر عاشقِ رسول ﷺ اور فنافی الرسول حضرت علامہ الحاج محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ شہبازِ خطابت، پیرِ طریقت فخرِ اہلِ سنّت کو فنِ خطابت پر ایسا عبول حاصل تھا کہ جس محفل میں تشریف لا کر خطاب فرماتے اُس پر چھا جاتے اور محفل میں سناٹے کا یہ عالم ہوتا اور دلوں کو ایسا محسوس ہوتا کہ وہاں علامہ اوکاڑوی کے سوا کوئی موجود نہیں۔ جس موضوع پر اظہار خیال فرماتے اس کا کوئی گوشہ تشنہ نہ رہتا۔

آپ کے بیان میں ایک ایک لفظ سے محبت رسول (ﷺ) کو خوش بو آتی، جہاں بھی آپ تقریر کرتے باطل کے پرچم سرنگوں ہوجاتے، محبت عشقِ رسول ﷺ آپ کا سرمایہ اور عنوان حیات تھا اور یہ

اُلفت ومحبت مصطفیٰ ﷺ ہی تھی۔ کہ ساری زندگی محبت رسول کا درس دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وعظ و خطابت کی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ قلم وقرطاس کے ساتھ وابستگی کا جو جذبہ عطا فرمایا تھا وہ اپنی مثال آپ ہے ...... آپ کا قلم دین کی حمایت وحقانیت اور دشمنانِ اسلام کے بدعقیدگیوں کے بے نقاب کرنے کے لیے استعمال ہوتی تھی۔ علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا خامہ مبارک کبھی ہوس زر کی خاطر حرکت میں نہیں آیا۔ بقول امام اہلِ سنّت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ الباری

کروں مدح اہلِ دُوَل رضا　　پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا　　میرا دان پارۂ ناں نہیں

آپ کی تصانیف کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ مدلل اور شدت وتلخ کلامی سے پاک ہیں۔ اس عاجز کی نظر سے جو کتابیں گزری ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ ذکرِ حسین، امام پاک اور یزید پلید، راہِ عقیدت، درسِ توحید، آئینے میں، ثواب العبادات الی ارواح الاموات، الذکر الجمیل، برکاتِ میلاد، راہِ حق، (انبیاء واولیاء کو ندا کا جواز) سفینۂ نوح، نماز مترجم انوار رسالت ...... بندہ عاجز کا جب بھی کراچی جانے کا اتفاق ہوتا تو ضرور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا۔

بلوچستان میں سب سے پہلے حضرت مولانا اوکاڑوی علیہ الرحمہ ہی نے جماعت اہلِ سنّت کی تنظیم سازی کی اور آپ نے ہی مسلکِ حق کے لیے جرأت وہمت کے ساتھ صدائے حق بلند کی۔ حضرت علیہ الرحمہ کو کئی دفعہ عاجز نے کوئٹہ، سبی، مستونگ کے جلسوں میں دعوت دی تو آپ نے کبھی رد نہیں فرمایا حالاں کہ کراچی میں بھی آپ بہت مصروف رہتے تھے، اتنا طویل سفر طے کرکے آپ تشریف لاتے اور ہمیں مایوس نہ فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم علیہ التحیۃ والثناء کے اوصاف وکمالات بیان فرما کر سامعین کے قلوب کے منور فرماتے۔ اللہ جل شانہ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی قبر انور کو اپنی رحمتوں سے بھر دے۔ آمین ثم آمین

ہمیں خوشی ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحب زادے علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی نے اپنے والد بزرگوار کے مسند (جانشینی کو) احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔ والد ماجد کے وصال کے بعد آپ نے جامع مسجد شریف کے بقایا تعمیری کاموں کا پایہ تکمیل تک لانے میں بھرپور کوشش کی اور خطابت کے فریضہ کو بھی توقع سے بڑھ کر انجام دے رہے ہیں۔ رسائل وکتب کی تصنیف میں بھی آپ نے کمال کر دیا ہے۔ علامہ صاحب نے اپنی والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد جو کتاب تحریر کی وہ کتاب اس قدر تاثیر کی صوت سے لبریز ہے کہ پڑھنے والا اگر پتھر کا دل بھی رکھتا ہو تب بھی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ آمین ثم آمین

بندہ دعا گو ہے کہ علامہ صاحب زادہ صاحب مدظلہ تن درست وتوانا رہ کر اپنے فیوضات سے عوام اہلِ سنّت کو مستفید فرماتے رہیں۔ آمین ثم آمین

☆☆☆

منقبت

درمدح خطیبِ اعظم پاکستان حضرت علامہ **محمد شفیع اوکاڑوی** علیہ الرحمہ

از : حضرت مولانا **محمد قمرالحسن قمر بستوی**

ہیوسٹن امریکا

عالم خوش خصال تو تیرا خطاب دل نواز
تیرے محیط فکر میں عشق خدا کا سوزو ساز

عشق رسولِ ہاشمی تیرے خطاب کا جمال
درس وفائے مصطفیٰ تیرا ادب تیری نیاز

صَلِ علیٰ کا ذکرِ خیر دل کی تمہارے دھڑکنیں
زلف و رخ رسول ہی تیری دعا تیری نماز

تیری دلیل حق نما سنگ دلوں کے واسطے
رکھتی تھی کیمیا اثر کھلتے تھے اس سے بستہ راز

خوف خدا تیرا ضمیر عشق نبی تیرا ضمیر
بعد فنا تیرا وجود آج بھی ہے سخن طراز

تیرے شعور و فکر میں خاک دیار مصطفیٰ
ابتدا بھی تیری حجاز انتہا بھی تیری حجاز

عشق نبی سے مل گئی تجھ کو حیات جاوداں
خوف خدا نے کردیا تیرے وجود کو فراز

عرصہ ہوا خموش ہے اس کی زبان حق بیاں
گونجتی ہے مگر ابھی اس کی صدائے دل نواز

وہ کہ قلم کا شاہ کار شارح عشق مصطفیٰ
اپنے خطاب سے کیا سینۂ سنگ کو گداز

زیر نہ کرسکا کوئی اس کے ضمیر کی صدا
جرأت مومنانہ تھی اس کا نشانِ امتیاز

عشق خدانے دے دیا اس کے وجود کو دوام
حُبِ نبی نے کردیا اس کو ہراک سے بے نیاز

اس کی صدائے بازگشت گونجے کی حشر تک قمر
رکھے گا ادب کبریا اس کو ہمیشہ سرفراز

ان شاءاللّٰہ تعالیٰ حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ کا **34واں** سالانہ مرکزی دوروزہ **عرس مبارک** جمعرات، جمعہ **27-28 اپریل 2017ء** اور **34واں** سالانہ عالمی **یومِ خطیبِ اعظم** جمعہ، **28 اپریل 2017ء** کو منایا جائے گا۔

تحریر: **مفتی محمد حنیف قریشی**
سربراہ شباب اسلامی پاکستان
راولپنڈی

محترمی و مکرمی جناب ڈاکٹر علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

کراچی میں ایک ملاقات پر میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ کی ذات کے ساتھ مسلکی اور محبت ونسبتِ مصطفوی کے رشتے کے ساتھ ساتھ ایک اور رشتہ بھی ہے۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ میرے والد گرامی حضرت صوفی عبدالرحمان قریشی صاحب اپنے نوجوانی کے دور میں کام کاج کے سلسلے میں کراچی تشریف لے گئے تھے۔ میرے تایا جان سولجر بازار کے علاقے میں رہائش پذیر تھے۔ والد گرامی کا قیام تایا جان ہی کے ہاں تھا۔ والد صاحب ہمیں بتایا کرتے تھے کہ مجھے دینی تعلیم کے حصول کا بہت شوق تھا۔ اس سلسلے میں نماز جمعہ اور دیگر نمازیں حضرت خطیبِ اسلام علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کے پاس پڑھتا تھا۔ آپ سے میں نے درخواست کی تو آپ نے فقہ کی ابتدائی کتب اور ترجمۃ القرآن پڑھنے کا مشورہ دیا چناں چہ میں نے آپ کے پاس فقہ حنفی کی ابتدائی کتاب ''رکنِ دین'' اور ''ترجمۃ القرآن'' باقاعدہ پڑھنا شروع کیا۔ نہ جانے آپ کی زبان میں کیا تاثیر تھی کہ آپ کے پاس سے اٹھنے سے پہلے ہی سارا سبق یاد ہوجاتا تھا۔

والد گرامی یہ بھی بتایا کرتے تھے کہ حضرت اوکاڑوی علیہ الرحمہ قرآن مجید سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ ایک ایک نشست میں بیٹھ کر کئی کئی پارے قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور اکثر تلاوت قرآن کے دوران آپ روتے رہتے تھے اور بعض اوقات آپ پر رقت کا اثر زیادہ طاری ہوجاتا تھا جس پر آپ وہاں سے اٹھ کر تشریف لے جاتے تھے اور کسی سے بات نہ کرتے تھے۔

اہلِ بیت اطہار، سادات گرامی کا بہت زیادہ ادب فرمایا کرتے تھے اور کبھی بھی آپ نے کسی سید سے کسی قسم کی کوئی خدمت لینا گوارا نہ کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے آلِ رسول خادم نہیں مخدوم ہیں۔

حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب! آج یہ فقیر جو ساداتِ گرامی اور اہلِ بیتِ اطہار کی غلامی کرتا ہے یہ میرے والدِ گرامی کی تربیت کا اثر ہے اور میرے والدِ گرامی فرمایا کرتے تھے کہ سادات کی تعظیم کا یہ سبق مجھے حضرت اوکاڑوی علیہ الرحمہ سے ملا ہے۔

حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب! میرے والدِ گرامی کا یہ بھی معمول ہوتا تھا کہ آپ رمضان المبارک کے

بعد ایک خصوصی ختم شریف کا اہتمام فرماتے تھے۔ اس کی آخری دعا میں حضرت اوکاڑوی علیہ الرحمہ کو نام لے کر خصوصی طور پر ایصالِ ثواب کیا کرتے تھے۔

الحمدللہ العظیم فقیر بھی اپنے والدِ گرامی کے معمول کو جاری رکھے ہوئے ہے اور حضرت اوکاڑوی علیہ الرحمہ کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائیں جاری ہیں۔

یہ مختصر حاضری ہے ان شاءاللہ کبھی تفصیل کے ساتھ اور بھی چیزیں ذکر کروں گا۔

☆☆☆

(01).jpg not found.

آسمانِ خطابت کے نیرِ اعظم

ازقلم : الخطیب مولانا **محمد شاہدین اشرفی**

چیئرمین مظہرالعلم اشرفیہ ویلفیئر ٹرسٹ

(دوسری قسط)

خداوند قدوس کا فضل وکرم اور احسانِ عظیم کے سالہا سال کی طرح اس سال بھی اُس نے ہمیں آسمانِ خطابت کے نیرِ اعظم، سراپا شفقت ومحبت، جان نثارِ رسولِ رحمت، محسنِ ملک وملت، مجددِ مسلکِ اہلِ سنت، خطیبِ عالمِ اسلام حضرت الحاج الحافظ علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نوراللہ مرقدہ کا عرس مبارک منانے کی توفیق عطا فرمائی۔ پوری دنیا میں جہاں جہاں آپ کو دیکھنے والے اور سُننے والے رہائش پذیر ہیں اپنے اپنے علاقوں میں، محلے کی مسجدوں میں، مدرسوں اور گلیوں میں، اپنے گھروں میں بلکہ یوں کہیے کہ اپنے اپنے دلوں میں اِس دن اپنے نام ور خطیبِ اعظم کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں اور آپ کے عرس مبارک کو یومِ خطیبِ اعظم کے نام سے مناتے ہیں۔ کیوں کہ اللہ رب العزت نے عشقِ مصطفی ﷺ کے نور سے آپ علیہ الرحمہ کی شخصیت کو ایسا وضع دار بنایا تھا اور آپ کی صورت کو ایسا ملیح الوجہ کیا تھا کہ جو ایک بار آپ کی من موہنی صورت کو دیکھ لیتا تو بار بار دیکھنے کا آرزومند ہو جاتا، آپ کا گرویدہ ہو جاتا اور جو ایک بار آپ کا خطاب سُن لیتا تو بار بار سُننے کا متمنی اور شیدائی ہو جاتا۔ آپ کی شخصیت کے متعدد پہلوؤں میں آپ کا سحر البیان خطیب ہونا ہی آپ کا بہت روشن اور ممتاز تعارف ہے۔ آپ کی خطابت میں آپ کے علمی تبحر اور بے نظیر تحقیق کے ساتھ ساتھ تصوف اور شعر وسخن کی چاشنی بھی نمایاں طور پر پائی جاتی تھی۔ بزمِ خطابت آپ کے دم سے ایسی آباد تھی کہ بے شمار واعظین نے آپ کے طرزِ تکلم کو اپنایا اور لاتعداد مقررین آپ کے اندازِ بیان سے فیض پا کر اپنے اپنے دور میں نام ور مبلغ بن گئے۔ اگر چہ مملکتِ پاکستان میں ایک سے ایک بڑھ کر مقررین وواعظین اور خطباء نے اپنے اپنے علاقوں سے شہر کراچی میں آ کر اپنے اپنے انداز اور جوہرِ خطابت دکھائے اور قدم جمائے لیکن خطیبِ اعظم پاکستان کے لقب سے کوئی آپ جیسی شہرت ومقبولیت نہ پا سکا۔

جلوے تو بے شمار تھے اس کائنات میں　　　کوئی تو ایسی بات تھی کہ نظر ان پہ جم گئی

کیوں کہ قدرتِ خداوندی نے آپ کو گفتار کی شیرینی، الفاظ کے حسن، موضوعِ کلام کے انتخاب، زبان وبیان کے نثری اور نظمی انداز سے ایسا نوازا تھا کہ جس کا آپ برمحل استعمال کرتے تھے کثیر التعداد کے جمِ غفیر کو اپنی سحر بیانی سے اکائی میں بدل دیتے تھے اور یہی وجہ کہ مسلک ومشرب کا اختلاف رکھنے والے یوں تو آپ کی ذات پر بڑی تنقید کرتے تھے مگر یہ کہے بغیر انہیں بھی چارہ نہیں تھا کہ کچھ بھی ہو لیکن اپنے علمی وقار اور خوش الحانی اور سحر بیانی سے مجمع کو ہلا دینا اور اپنا گرویدہ بنا لینا یا اوکاڑوی صاحب ہی کا حصہ ہے۔ یہ اپنے انداز سے جب چاہیں لوگوں کو ہنسا دیتے ہیں جب چاہیں رُلا دیتے ہیں اور جتنے چاہیں کسی دینی ادارے یا

مقصد کے لیے عطیات پیش کرنے کے لیے لوگوں کو بروقت تیار کر دیتے اور لوگ خوش دلی سے چند لمحوں میں بھاری عطیات پیش کر دیتے تھے۔

میرے والدِ بزرگوار علیہ الرحمہ چوں کہ کراچی کے دُور دراز علاقوں میں حضرت خطیبِ اعظم پاکستان کا خطاب سنوانے کے لیے مجھے اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے تو سن 1967ء میں ڈرگ کالونی کی ایک مسجد قمر میں آپ خطاب کرنے تشریف لائے تو مسجد کی چھت ٹین کی چادروں کی تھی جس کے پیشِ نظر مسجد کی انتظامیہ نے مسجد کی تعمیری مشکلات کے بارے میں عرض کیا تو خطیبِ اعظم پاکستان نے دورانِ خطاب لوگوں کو ایسا جذبہ دلایا کہ آئندہ سال جب حضرت اس مسجد میں خطاب کرنے کے لیے آئے تو مسجدِ قمر کی چھت تین گنبدوں کے ساتھ بن چکی تھی تو حضرت خطیبِ اعظم پاکستان نے اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں شکر ادا کرتے ہوئے ان کلمات سے گفتگو کا آغاز کیا کہ پچھلے سال جب میں آیا تھا تو مسجد پر ٹین کی چادریں تھیں اور الحمد للہ اب مسجد کی چھت پر تین گنبد ہیں اور پھر آپ نے کچھ اس طرح ان جملوں کی تکرار فرمائی کہ پھر رنگ و روغن کے لیے بھی کثیر رقم جمع ہو گئی۔

اسی طرح ڈرگ کالونی ہی کے علاقے میں جو جگہ ریتا پلاٹ کے نام سے مشہور تھا وہاں ایک مسجد حنفیہ کے نام سے زیرِ تعمیر تھی وہاں بھی میں اپنے والد صاحب کے ساتھ موجود تھا اور حضرت خطیبِ اعظم پاکستان کی تقریر سے قبل مسجد کی انتظامیہ نے یہاں بھی تعمیری مشکلات کا ذکر کیا تو خطیبِ اعظم پاکستان نے اپنی شیریں بیانی سے لوگوں کو ایسی رغبت دلائی کہ مسجد کے ساتھ ساتھ ایک شاندار مدرسہ بھی تعمیر ہو گیا۔ ایسے ہی ان گنت مقامات ہیں جہاں حضرت کی زورِ خطابت اور کوششوں سے اہلِ سنّت کے اَن گنت مدارس اور مساجد تعمیری لحاظ سے پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔ خطیبِ اعظم پاکستان پوری دنیا میں جہاں جہاں گئے اپنی خطابت کی چاشنی کے ساتھ ساتھ مسلکِ حق کی ترویج و اشاعت کے لیے مساجد اہلِ سنّت اور مدارس کے بنوانے میں ان کی تکمیل میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے گئے جس سے آج بھی آپ کی یاد تازہ ہوتی ہے لیکن ان تمام کاوشوں کو احاطۂ تحریر میں لانا تو ممکن نہیں ہے۔ چوں کہ میری پیدائش شہر کراچی کی ہے اور شہر کراچی میں جب تک خطیبِ اعظم پاکستان حیات رہے اسی طرح کے کارہائے نمایاں بھی اپنی خطابت کے ساتھ انجام دیتے رہے۔

خطیبِ اعظم پاکستان نے جہاں مدارسِ اہلِ سنّت کے قیام اور مساجد اہلِ سنّت کی تعمیرات میں اپنا کردار ادا کیا وہاں اگر کوئی بدنظر گروہ ان مدارس اور مساجد پر اپنی یلغار کے حوالے سے اپنے بدعقیدہ لوگوں کی مدد سے قبضہ کرنے کی کوشش کرتا اور خطیبِ اعظم پاکستان کے علم میں یہ بات آ جاتی تو عقیدۂ حق کے تحفظ کے لیے آپ وہاں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے اور اس کے علاوہ ہم نے دیکھا کہ کراچی کے کسی علاقے کی بدعقیدہ لوگوں کی مسجد یا جلسے سے کوئی توہینِ رسالت یا عظمتِ اولیاء اللہ کے خلاف کوئی ان کا نام نہاد مقرر یا خطیب زبان کھولتا اور علاقے میں فتنہ اور فساد کا خطرہ ہوتا تو اہلِ علم و دانش کی نگاہیں خطیبِ اعظم پاکستان پر ہی پڑتیں اور آپ کا وہاں پر خطاب کرایا جاتا اور آپ ہر بدعقیدہ اور توہین کرنے والے لوگوں کا دندان شکن جواب

دیتے اور ایسے فسادات کا، ایسے بحران کا اپنے علمی بُرہان سے قلع قمع کر دیتے اور اس علاقے کے جذبات سے بھرے غم و غصہ رکھنے والے سُنّی لوگوں کے چہرے خوشی سے جھلملا اٹھتے اور ان کے دل جگمگا جاتے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سن 1980ء میں جب میں جامع مسجد قوت الاسلام لیاقت آباد نمبر 9 میں خطیب تھا تو وہاں بلاک نمبر 10 کی ایک مسجد کے امام نے ہمارے علما اور ہمارے جلسوں پر تنقید کرتے ہوئے اپنے خطابِ جمعہ میں کہا کہ معاذ اللہ یہ بریلوی تو رسول کو خدا سے ملا دیتے ہیں تو اس حوالے سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان میں اس نے بڑے توہین آمیز جملے استعمال کیے اور توحید کی عظمت کو رسالت کی حقارت اور بے اختیاری کے ذریعے بیان کیا بس پھر کیا تھا پتا چلنے پر سُنّی نوجوانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی ویسے بھی لیاقت آباد کا یہ خطہ بلاک نمبر 9 اور 10 میں سُنّی عقیدہ لوگوں کی اکثریت اور قریشی برادران پر مشتمل ہے۔ ایک بڑے فساد کا اندیشہ ہو گیا تو وہاں کے سمجھ دار لوگوں نے جن میں بھائی شمس الدین قریشی (مرحوم)، مولانا دلاور نعیمی، رئیس مراد آبادی، بابو شفیع (مرحوم)، بھیا حبیب (مرحوم)، بھائی کفایت اللہ دہلوی اور تحریکِ تعلیماتِ رسول کے سرپرست بشیر دہلوی (مرحوم)، بھائی جاوید، سید نور عالم بخاری (مرحوم)، جناب امین قادری، سید عبدالماجد، صالح انصاری، سعید امینی ایڈووکیٹ، جناب محشر بریلوی (مرحوم)، بھورے خاں (مرحوم)، ماسٹر علی جان (مرحوم)، مولانا عبدالحفیظ آفندی (مرحوم)، مولانا سید عبدالرب قادری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مختار قادری، مولانا عبدالسلام برکاتی، مولانا علی محمد جمالی جیسے حضرات نے حافظ محمد تقی (شہیدِ میلاد النبی) سے مشورہ کر کے اس فساد کو روکنے کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ جمعہ آنے سے قبل ان سب کے تعاون سے چاہے کتنا ہی خرچ ہو، کچھ بھی کرنا پڑے حضرت خطیبِ اعظم پاکستان کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کر کے فی الفور آپ کا خطاب کرایا جائے اور جب وہ اس بحران کو علمی برہان سے حل کریں گے تو ہمارے مایوس اور بھڑ کیلے نوجوان چین سے بیٹھیں گے اور سکون کا سانس لیں گے۔ چناں چہ ایسا ہی کیا گیا اور خطیبِ اعظم پاکستان کی خدمت میں حاضر ہو کر سب نے علاقے کی یہ کیفیت بیان کی تو حضرت والا نے اپنی تمام تر مصروفیات ترک کر کے فوری تاریخ دے دی یعنی پچھلے جمعہ کو اس خطیب کا توہین آمیز بیان ہوا تھا اور اس سے اگلا جمعہ آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی عظمت و شان کے حوالے سے خطیبِ اعظم پاکستان کا دل انگیز خطاب ہو گیا۔ دور دراز کے علاوہ تقریباً لیاقت آباد کی تمام مساجد کے خطیبوں نے بھرپور طریقے سے اس جلسے میں شرکت کی۔ حضرت نے تقریباً ڈھائی گھنٹے اپنی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ اور علمی اور عقلی دلائل کے ساتھ وہاں خطاب کیا۔ پورا علاقہ نعرۂ رسالت کی صداؤں سے گونج اٹھا۔ خطیبِ اعظم پاکستان زندہ باد کی صدائیں ایسی بلند ہوئیں کہ ہر سُنّی کے دل کی آرزو پوری ہو گئی، خوشی اور روشنی چہروں سے عیاں ہونے لگی یہاں تک کہ جلسہ تو اختتام پذیر ہو گیا لیکن تقریباً پورے ہفتے اس کی کیفیات دلوں پر، چہروں پر چھائی رہیں۔ مساجد کے علاوہ بھی، پان کی دکانوں پر اور ہوٹلوں میں ملنے والے تمام سُنّی ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہوئے نظر آئے، یہاں تک کے اس بدعقیدہ خطیب کو بھی وہ مسجد چھوڑ کر جانا پڑا۔ اپنے عقیدے سے محبت

رکھنے والے بہت سے لوگوں کو خطیبِ اعظم پاکستان کے ایسے متعدد واقعات یاد ہوں گے۔

اس کے علاوہ بھی حضرت نے بہت سے ایسے امور انجام دیے جن کی عام طور پر کسی کو خبر نہ ہوگی مثلاً ایسے خطیب و امام اور سُنّی علما جن کے پاس کوئی مسجد نہ ہوتی یا کسی طرح بھی بے روزگار ہوتے حضرت بڑی خاموشی سے ان کی مدد کر دیا کرتے تھے یا کسی صاحبِ ثروت سے ان کے راشن پانی کا انتظام کروا دیا کرتے تھے۔ ایک وہ وقت تھا جب تاج العلما حضرت قبلہ مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی رحمۃ اللّٰہ علیہ کا وصال ہوا، جامع مسجد آرام باغ جہاں آپ کی نمازِ جنازہ غزالیِ زماں رازیِ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ نے پڑھائی، حضرت خطیبِ اعظم پاکستان اسی جامع مسجد آرام باغ میں محکمۂ اوقاف کے شدید اصرار پر مگر بلا معاوضہ جمعہ پڑھایا کرتے تھے اور ہم بھی اپنے والد صاحب اور دیگر احباب کے ساتھ رنچھوڑ لائن میوہ شاہ قبرستان سے جمعہ پڑھنے وہاں جایا کرتے تھے تو ایک جمعہ ایسا ہوا کہ کسی وجہ سے کافی دور گاڑی سے اُتر کر حضرت کو پیدل مسجد آنا پڑا۔ حضرت کے ساتھ آنے والوں میں جو اکثر آپ کا خطاب سننے آتے تھے ان میں ایک عربی عالمِ دین بھی تھے جو غالباً مدینے شریف سے آئے ہوئے تھے، پیدل چلتے ہوئے فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے سائلوں میں سے کسی عربی ضعیف العمر نے آواز دی جس پر آپ کے ساتھ چلنے والے عربی عالم رُک گئے اور اس سائل کے قریب پہنچے اس بیمار ضعیف سائل نے عربی زبان میں اپنی داستان سنائی جس پر وہ عربی عالم رونے لگے، حضرت نے انہیں روتا ہوا دیکھ کر خود بھی اس سائل کی طرف خاص توجہ فرمائی، اس کا مطلب یہ تھا کہ میں حادثاتی طور پر بے یار و مددگار یہاں پڑا ہوا ہوں، سید ہوں اس لیے زکوٰۃ خیرات کے لیے ہاتھ بھی نہیں پھیلا سکتا، فاقہ ہوتا ہے لیکن کسی سے کچھ کہہ نہیں سکتا کیوں کہ یہاں کوئی میری زبان نہیں سمجھتا۔ حضرت بھی اس کی گفتگو سن کر آب دیدہ ہو گئے اور فوراً انہیں اپنے ساتھ مسجد آرام باغ لے گئے۔ ادھر مسجد میں تمام نمازی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے تھے، خیر جب آپ تشریف لائے اور منبر پر جلوہ فرما ہوئے تو آپ نے بیٹھتے ہی تاخیر سے آنے کی وجہ بیان کرنے سے پہلے یہ فرمایا کہ میری گفتگو کا تسلسل جو کئی جمعوں سے جاری ہے میں آج اس سے ہٹ کر ایک واقعہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں جس سے آپ کو میرے تاخیر سے آنے میں جو وجہ ہوئی ہے اس کا سبب بھی آپ لوگوں کو معلوم ہو جائے گا پھر آپ نے حضرت ربیع بن سلیمان کا واقعہ بیان کیا جنہوں نے زیارتِ روضۂ رسول کرنے کے شوق میں حج بیت اللّٰہ کے لیے مال جمع کیا تھا اور قافلے کے ساتھ روانہ ہو چکے تھے کہ دورانِ سفر ایران سے قریب ایک علاقہ آیا کا قافلہ قیام پذیر ہوا کیوں یہ سفر ہوائی جہاز یا پانی کے جہاز کا تو تھا نہیں بلکہ پیدل یا پھر کسی اونٹ پر، اسی طرح سفر ہو رہا تھا اسی دوران ایک علاقے میں چہل قدمی کے لیے حضرت ربیع نکلے تو آپ نے دیکھا کہ ایک کچرا خانے پر ایک مردہ خچر پڑا ہوا ہے اور ایک ضعیفہ خاتون اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر ایک ٹوکری میں ڈال رہی ہے۔ حضرت ربیع نے جب یہ منظر دیکھا تو آپ نے قریب ہو کر اس خاتون سے پوچھا کہ یہ آپ کیا کر رہی ہیں اور اس مردار گوشت کا کیا کریں گی یہ تو استعمال کرنا شرعاً ناجائز ہے جس پر اس خاتون نے کہا

کہ عرصہ دراز ہوا میرے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے اور میں سید خاندان سے ہوں میری چار بیٹیاں ہیں گھر کا جو کچھ سامان تھا سب فروخت ہو چکا ہے، زکوٰۃ فطرہ ہم کسی سے لے نہیں سکتے میری چاروں بیٹیاں اور میں کئی دن کے فاقے سے ہیں، اسی مجبوری کی حالت میں جان بچانے کے لیے میرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ حضرت ربیع بن سلیمان اس سیدہ بیوہ کے ساتھ اس کے گھر گئے، اس کی چار بیٹیوں کو دیکھا، گھر کی حالت دیکھی جس سے دل کانپ اٹھا، آپ نے اس سے کہا کہ مائی صاحبہ آپ ذرا صبر سے کام لیں اور اس گوشت کو نہ کھائیں بس میرے واپس آنے کا انتظار کریں، بس آپ اپنی قیام گاہ پر پہنچے اور سفرِ حج کے تمام سامان کو اکٹھا کر کے اس سیدہ خاتون کی نذر کر دیا اور ان سے کہا کہ میں نے یہ سامان حج پر جانے کے لیے جمع کیا تھا لیکن جس آقا کے روضہ پر حاضری دینے جا رہا ہوں جب ان کی آل پر ایسا کٹھن وقت ہو تو میں کیا منہ لے کر وہاں حاضری دوں گا، بس میرا حج یہی ہے کہ آپ اس حقیر نذرانے کو قبول فرمالیں۔ آپ کا یہ جذبۂ ایثار دیکھ کر ان سید زادیوں نے آپ کو بڑی دعاؤں سے نوازا۔ یہ واقعہ سنا کر خطیبِ پاکستان نے پھر اس ضعیف بیمار عربی سید کا ذکر کیا جن کو راستے سے اٹھا کر آپ اپنے ساتھ لائے تھے، جب آپ نے ان کی بیماری اور کیفیات بیان کیں اور بتایا کہ یہ عربی بھی ہیں، سید بھی ہیں، حال سنایا، بس پھر کیا تھا ایک تو حضرت ربیع بن سلیمان کا واقعہ بڑا دردناک تھا اور دوسرے خطیبِ اعظم پاکستان کا اندازِ بیان سن کر تمام مسجد کے نمازیوں کی ہچکیاں بندھ گئیں اور فوراً ہی دوا فراد کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس مریض سید کی تا حیات علاج معالجہ کرانے اور رہنے سہنے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ (حضرت ربیع بن سلیمان کا اصل اور صحیح واقعہ ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کی کتاب "راہِ عقیدت") میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔)

اس کے علاوہ بھی واقعات مجھے یاد آ رہے ہیں جن کو آئندہ سال ان شاء اللّٰہ اگر زندگی باقی رہی تو تحریر کر کے حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب کی خدمت میں پیش کروں گا۔ خطیبِ اعظم پاکستان نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے خدمتِ مسلکِ حق اہلِ سنّت کے حوالے سے کاوشیں ملک و ملت کے حوالے سے کیں ان میں خاص طور پر جو بات نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ عوام الناس میں بڑے بڑے سخت دل لوگ اور اپنی اپنی دنیاداری میں مگن رہنے والے لوگ جو کہتے تھے کہ "میاں عقیدہ وقیدہ کیا ہے یہ سب مولویوں کی اپنی اپنی کارستانیاں ہیں، جو اپنا اپنا تشخص بنانے کے لیے عوام کو آپس میں لڑاتے ہیں اور ان سے اپنی جیبیں بھرتے ہیں۔" ایسے لوگوں نے جب خطیبِ اعظم پاکستان کے خطبات سُنے اور آپ کی تحریروں کو پڑھا تو ان کے ذہن آبروئے عقیدۂ حق سے روشناس ہوئے اور ان کے دلوں میں غیرتِ عقیدہ پیدا ہوئی جس کا فیض خطیبِ اعظم پاکستان کے لختِ جگر، نورِ نظر رئیس المبلغین حضرت علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی مدظلہ العالی کے ذریعے آج بھی جاری و ساری ہے۔ ہمارے خطیبِ اعظم پاکستان کو وصال فرمائے ہوئے 1984ء سے 32 سال ہو گئے، اتنے برس بیت گئے اور ہم نے اپنے اس ملک میں بہت سے انقلاب دیکھے لیکن اللّٰہ ربّ العزت کا کرم ہے کہ علامہ کوکب نورانی صاحب نے اپنے والدِ بزرگوار سے

ملے ہوئے اس ورثے کو ایسا نبھایا اور اپنے خطابات اور اپنی تحریروں کے ذریعے اس فیض کو اس طرح جاری رکھا ہوا ہے کہ ان شاء اللّٰہ نسلوں تک عقیدہ حق سے ہماری وابستگی اور پختگی میں فرق نہیں آسکتا۔ میری یہ تحریر بھی حضرت مولانا کوکب نورانی صاحب کی توجہ دلانے کے نتیجے میں ہے۔ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ قیامت تک ہماری آنے والی نسلوں میں ہمارے اپنے اکابر علما اور مشائخ کی وابستگی کو قائم ودائم رکھے اور مجھ ناچیز کم ترین کے ان بے ربط جملوں اور شکستہ لفظوں کو بارگاہِ خطیبِ اعظم پاکستان رحمۃ اللّٰہ علیہ میں شرفِ قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین

☆☆☆

تاریخی مادۂ ہائے سنِ وصال

شہیدِ ناموسِ رسالت ملک ممتاز حسین اعوان قادری رحمۃ اللّٰہ علیہ

2016ء	1437ھ
اللّٰہ مغفرت کرے	ممتاز سخی، رحمۃ اللّٰہ علیہ
عالی مقام، غازی ملک ممتاز حسین	ثناء خوانِ مصطفیٰ
جزاک اللّٰہ۔ ملک ممتاز حسین قادری شہید	ممدوح، سرمایۂ او، محبت رسولِ کریم
السلام علیکم، غازی ملک ممتاز حسین	سرباز، شہیدِ ناموسِ رسالت
	جنت مقام، ممتاز قادری
	شیر دل، ملک ممتاز قادری

حروف کے اعداد شمار کرنے میں یا کوئی اور غلطی ہوئی ہو تو طالبِ عفو ہوں۔

کاوش: کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

تحریر: **غلام نبی خان قائم خانی اوکاڑوی**

لیبر کالونی، سائٹ۔ کوٹڑی (سندھ)

محترم المقام جناب ڈاکٹر علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

عالمی سنی ڈائرکٹری بسلسلہ الخطیب شائع کرنے پر دلی مبارکباد قبول فرمایئے۔

راقم الحروف کا تعلق اوکاڑا سے رہا ہے۔ 1958ء میں برلا ہائی اسکول اوکاڑا سے میٹرک پاس کیا۔

غالباً 1951ء کی بات ہے کہ ستلج کاٹن ملز ہائی اسکول اوکاڑا میں ایک حسین وجمیل نوجوان بنام حافظ محمد شفیع بحیثیت دینیات/ اسلامیات کے مدرس مقرر ہوئے۔ پہلے دن اول وقت میں دعا کے وقت نئے آنے والے مدرس نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ اس قدر خوش الحانی سے تلاوت جاری اسکول کے تمام اساتذہ اور طلبا دنگ رہ گئے۔ تلاوت کے بعد ان آیات کا ترجمہ اور پھر مختصر خطاب پنجابی زبان میں اور اس کے بعد انہوں نے ایک نعت شریف پڑھی وہ بھی نہایت شیریں لہجے اور پُر سوز ترنم کے ساتھ، سبحان اللّٰہ۔ پھر تو یہ روز کا معمول بن گیا اور نئے آنے والے حافظ صاحب سب ہی کی آنکھوں کا تارا بن گئے۔ اس وقت اسلامیات کے شعبے کے انچارج شیخ القرآن علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی (رحمۃ اللّٰہ علیہ) تھے۔ چند ماہ کے بعد حافظ محمد شفیع صاحب نے اردو میں خطاب شروع کردیا تو مولانا غلام علی صاحب نے اپنے شعبے کا چارج حافظ محمد شفیع صاحب کے حوالے کیا اور اپنی مسجد اور دوسری دینی مصروفیات میں مشغول ہوگئے۔ اس وقت اوکاڑا میں صرف دو نعت خوان تھے۔ پہلے نمبر پر طوطی پنجاب حافظ محمد شفیع صاحب اور دوسرے بھی انہی کے ہم نام محمد شفیع شومیکر۔ دونوں ہی بہت ہی اچھے نعت خوان تھے۔ ستلج کاٹن ملز ہائی اسکول اوکاڑا میں دینیات/ اسلامیات کے شعبے میں حافظ محمد شفیع صاحب کی معاونت مجاہدِ ملت بابا علم الدین فرید کوٹی فرماتے تھے۔ اس دوران حافظ محمد شفیع صاحب مولانا غلام علی صاحب سے درسِ نظامی کا کورس پڑھتے رہے اور دینی جلسوں میں تقاریر کرنی شروع کیں اور حیرت انگیز طور پر بہت ہی جلد اپنے مخصوص انداز میں تقریر کرنے کی وجہ سے شہرت کی بلندیوں کو چھونے لگے۔ منٹگمری میں جمعہ کی نماز اور خطاب کے لیے جانے لگے تو خلقِ خدا ان کی جانب گروہ در گروہ آنے لگی اور جمعہ کی نماز میں منٹگمری میں سب سے بڑا اجتماع ہونے لگا۔

اسی دوران 1952-53ء میں تحریکِ ختم نبوت شروع ہوگئی جس میں علما اہلِ سنت نے بھرپور حصہ لیا۔ لاہور کے ساتھ ساتھ اوکاڑا کے علما اور عوام نے بھی اس تحریک میں ہراول دستے کا کام سرانجام دیا۔ چوں کہ حافظ محمد شفیع صاحب نوجوان تھے۔ عشقِ رسول (ﷺ) میں سرشار تھے اور ناموسِ رسالت کی حفاظت میں اپنا تن من دھن سب کچھ لٹانے کو تیار شعلہ بیاں مقرر تھے۔ یہ حکومت کی نظروں میں کھٹکتے تھے

انہیں بار بار تنبیہ کی جاتی رہی کہ وہ خاموش ہو جائیں ورنہ انہیں گرفتار کر کے سخت سزا دی جائی گی لیکن انہیں ناموسِ رسالت کی حفاظت میں اپنی جان پیاری نہیں لگتی تھی بلکہ ان کو اس راہ میں قربان کر دینا ہی ایمان کی نشانی معلوم ہوتی تھی ۔لاہور کے ساتھ اوکاڑا میں بھی کرفیو نافذ ہوا اور گرفتاریاں نہایت زور و شور سے شروع ہو گئیں ۔دیگر علما کرام کے ساتھ ساتھ ستلج کاٹن ملز ہائی اسکول اوکاڑا کے اسلامیات / دینیات کے دونوں مدرس حافظ محمد شفیع صاحب اور مجاہد ملت بابا علم الدین بھی گرفتار ہو کر منٹگمری جیل میں محبوس کر دیئے گئے ۔اس زمانے میں منٹگمری جیل انتہائی سخت جیل کے نام سے مشہور تھی ۔حکومت نے سخت سزاؤں کا اعلان کیا ۔حکومت کے تیار کردہ معافی نامہ پر دستخط کرنے والے علما کو رہا کیا جاتا رہا ۔اسی دوران حافظ محمد شفیع صاحب کے دونوں صاحب زادگان علیل ہوئے ۔حکومتی کارندوں کی جانب سے کہا گیا کہ معافی نامہ پر دستخط کر کے رہائی حاصل کریں اور اپنے بیٹوں کا علاج کروائیں لیکن انہوں نے معافی نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور دونوں صاحب زادگان اپنے محبوب باپ کو داغ مفارقت دے گئے ۔اس عظیم صدمے کو انتہائی پامردی سے برداشت کیا اور اس مرد جری عاشقِ رسول (ﷺ) کے پائے ثبات میں لغزش نہیں ہوئی ۔بیٹوں کی وفات پر بھی انہیں پیش کش ہوئی کہ وہ معافی نامہ پر دستخط کر دیں تو یہ راز میں رکھا جائے گا کسی کو معلوم بھی نہیں ہو گا اور آپ کو رہا کر دیا جائے گا لیکن حافظ محمد شفیع صاحب نے صاف انکار کر دیا یہ کہتے ہوئے کہ بیٹے اللہ تعالی کی امانت تھے وہ اس نے واپس لے لیے ۔ہم نے کوئی جرم نہیں کیا ناموسِ رسالت / ختم نبوت کے لیے ہماری جان بھی حاضر ہے ۔مسلسل عوامی دباؤ کی وجہ سے حکومت کو مقدمات واپس لینے پڑے اور تمام گرفتار شدگان کو رہا کرنا پڑا ۔دس ماہ کی اسیری کے بعد حافظ محمد شفیع صاحب اور بابا علم الدین صاحب رہا ہو کر سیدھے ستلج کاٹن ملز ہائی اسکول اوکاڑا تشریف لائے ۔اسکول کے تمام اساتذہ اور طلبا نے ان کے استقبال کے لیے اسکول کے احاطے میں ایک جگہ جمع ہو گئے تھے ۔ان دونوں صاحبان کی آمد پر اسکول کے اساتذہ نے انہیں پھولوں کے ہاروں سے لاد دیا ۔اسکول کے ہیڈ ماسٹر قاضی عبدالحکیم فریدکوٹی صاحب نے وہیں پر اعلان فرمایا کہ اسی جگہ پر ایک جلسہ ابھی شروع سمجھیں ۔وہیں پر تلاوت کلام ربانی ہوئی اور بابا علم الدین فرید کوٹی کو کچھ کہنے کے لیے کہا گیا ۔بابا علم الدین نہایت خوب صورت گورا چٹا رنگ ۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی گالوں سے خون ٹپک پڑے گا ۔پوچھا گیا کہ آپ تو بہت صحت مند ہو کر آئے ہیں تو ہنس کر فرمانے لگے "سوہڑیاں دے گھروں ہو کے آیاں ہاں" ۔بابا علم الدین مرحوم ہر اسلامی تحریک میں پیش پیش ہوتے تھے اور اکثر گرفتار ہوتے رہتے تھے ۔

حافظ محمد شفیع صاحب کھڑے ہوئے مختصر بیان واقعات اسیری پر تھی ۔طلبا نے اصرار کیا کہ نعت شریف سنے کافی عرصہ ہو گیا لہذا ایک نعت شریف سنا دیں ۔اس پر حافظ صاحب نے نہایت پُرسوز، دل نواز آواز میں استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور نعت شریف سنائی ۔

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں لیے ہوئے تو دل بے قرار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاج دار ہم بھی ہیں

اور اس دوسرے شعر کے ساتھ ہی اس حوالے سے ایک ضرورت مند کا حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنا ضرورت بیان کرنا حضرت کا اپنی نعلین دینا اور ضرورت مند کا افسوس کرتے ہوئے واپس جانا سامنے سے تجارت کے سامان کا قافلہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں آنا اور مرشد کی خوش بو محسوس کرتے ہوئے سامنے سے آنے والے مسافر سے دریافت کرنا کہ تمہارے پاس میرے مرشد کی کیا شے ہے ۔اس کا نعلین شریف دکھانا اور کہنا کہ ان کا میں کیا کروں گا تو امیر خسرو کا اس سے کہنا کہ سودا کر لو۔ اس نے کہا کیسا سودا ۔امیر خسرو نے اس سے کہا یہ نعلین مجھے دے دو اس کے بدلے یہ تمام سامانِ تجارت لے لو ۔اس ضرورت مند نے بخوشی یہ سودا کر لیا اور نعلین شریف امیر خسرو کے حوالے کیں ۔امیر خسرو اپنے مرشد کی نعلین شریف اپنے سر پہ رکھ کر چلے

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور تو پھر کہیں گے ہاں تاج دار ہم بھی ہیں

مندرجہ بالا منظر آج بھی آنکھوں میں سما رہا ہے کہ دورانِ اسیری جس شخص کے دو ہی بیٹے ہوں اور دونوں ہی اس کی اسیری کے دوران اس کی غیر موجودگی میں داغ مفارقت دے جائیں اس شخص کی کیا حالت ہو گی ۔اسیری سے رہائی کے بعد سیدھے اسکول پہنچتے ہیں کسی قسم کا ملال چہرے سے عیاں نہیں ۔نہایت شاداں و فرحاں، روشن چہرہ ۔اللہ ،اللہ ۔کیا شان عاشقِ رسول (ﷺ) کی ۔

ستلج کاٹن ملز ہائی اسکول اوکاڑا ،اے لائن میں تھا ۔نئی عمارت بن جانے کے بعد نومبر 1953ء میں جب اس عمارت میں منتقل ہوا تو اس کا نام بدل کر برلا ہائی اسکولِ اوکاڑا رکھا گیا ۔مولانا حافظ محمد شفیع صاحب کا دورانِ اسیری استقلال کا عوام الناس پر بہت گہرا اثر ہوا ۔اللہ تعالی جل جلالہ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی ان پر خصوصی نظر کرم دیکھیے کہ کراچی جیسا بڑا شہر جہاں پر بڑے بڑے علما کی بہتات، کراچی کی ایک بہت ہی بڑی مسجد جو زیر تعمیر تھی ۔نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کے لیے خطیب اور امام کے لیے مولانا حافظ محمد شفیع صاحب کا انتخاب کیا جاتا ہے ۔جو ان کے لیے باعثِ افتخار تھا اور مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اپنے استاد محترم علامہ غلام علی اشرفی قادری کی معیت میں کراچی تشریف لاتے ہیں جو کہ ان کے ساتھ تقریباً گیارہ دن کراچی رہنے کے بعد واپس اوکاڑا چلے جاتے ہیں ۔اس دوران مولانا محمد شفیع صاحب کا روزانہ کہیں نہ کہیں خطاب ہوتا رہا ۔ان کا انداز بیان اور دوران بیان خوش الحانی سے نعت کے اشعار پڑھنا لوگوں کے دلوں کو مسخر کرتا رہا ۔لوگوں کے ان سے والہانہ عشق کا یہ حال ہو گیا کہ لوگ ان کا خطاب سننے کے لیے دور دراز سے آتے رہتے اور اکثر ایسا ہونے لگا کہ ایک ایک دن میں دو دو تین تین جگہ پروگرام ہونے لگے ۔اخبارات و اشتہارات میں شروع میں مولانا محمد شفیع اوکاڑے والے کا نام آتا تھا بعد میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے نام سے مشہور ہوئے ۔مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ان کی شرکت جلسے کی کامیابی کی ضمانت ۔دو دو مہینے پہلے پروگرام کی بکنگ ہو چکی ہوتی ۔کچھ ہی عرصے بعد بیرونِ کراچی پورے پاکستان میں ان کی تقاریر کا شہرہ ہونے لگا۔

بیرونِ پاکستان بھی دنیا کے مختلف ممالک میں دوروں پر جاتے رہے ۔غرض کہ ایک مختصر مدت میں حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب نے عالم گیر شہرت حاصل کرلی۔

وہ 1955ء میں میں کراچی تشریف لائے ۔اس وقت ان کی عمر صرف 25 سال تھی ۔کراچی آ کر انہوں نے اہلِ سنت میں عشقِ رسول (ﷺ) کی شمع روشن ہی نہیں کی بلکہ کراچی کے گلی کوچے درود وسلام کے نغموں سے گونجنے لگے ۔شاید کراچی میں اس وقت نعت شریف پڑھنے کا کم کم رجحان ہوگا تو قبلہ مولانا صاحب نے اوکاڑا سے اپنے پہلے شاگرد صوفی تاج الدین تاج کو بلایا اور ان سے اپنی محافل میں نعت شریف پڑھواتے رہے ۔مولانا صاحب اپنے پرانے شناساؤں سے خصوصی طور پر بہت محبت سے پیش آتے تھے ۔ ویسے تو سب ہی سے محبت سے پیش آتے تھے ۔سنیئے ذرا اکتوبر 1966ء کی بات ہے ۔میں ٹنڈو الہ یار کسی کام سے گیا ہوا تھا واپسی شام کے وقت کی تھی اس دور میں ٹریفک کی سہولت کم کم تھی کافی وقت کے بعد ایک بس کے بعد دوسری بس حیدرآباد کے لیے روانہ ہوتی تھی اس وقت اندرون سندھ میں ڈرائیور کے پیچھے اور برابر والی سیٹیں اپر کلاس کہلاتی تھیں اور ان کا کرایہ عام کرایہ سے چار آنے زیادہ ہوتا تھا میں اپر کلاس والی ایک سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور بس چلنے کا منتظر کہ میرے ایک ٹنڈو الہ یار کے رہائشی بزرگ جو کہ پہلے اوکاڑا میں رہتے تھے بس میں چڑھے اور اپر کلاس کی سیٹوں کی جانب دیکھا انہیں کوئی سیٹ خالی نظر نہیں آئی ۔میں نے انہیں سلام کیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہا اچھا ہوا تم یہاں بیٹھے ہو ۔بات یہ ہے کہ ہم نے یہاں پر حافظ محمد شفیع صاحب کے بیان کا پروگرام رکھا تھا لیکن عین وقت پر ہمیں منع کردیا گیا یعنی اجازت منسوخ کردی لہذا حافظ محمد شفیع صاحب واپس جارہے ہیں تم اپنی سیٹ انہیں دے دینا اور خود کھڑے ہوجانا ۔میں نے کہا یہ تو بہت خوشی کی بات ہے ۔وہ تو میرے استاد ہیں ۔غرض مولانا محمد شفیع صاحب آئے میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے نہایت مسرے کے ساتھ فرمایا ”اوسنڈیا توں کتھے“ مولانا صاحب سیٹ پر تشریف فرما ہوگئے ۔ حال احوال پوچھا کہ پرانی یادیں تازہ ہوئیں ۔بس روانہ ہوگئی ۔ابھی کچھ ہی دور پہنچے ہوں گے کہ مولانا صاحب فرمانے لگے بھئی ظلم ہوگیا ۔میں نے پوچھا کیا ہوگیا ۔تو وہ فرمانے لگے سیٹ تمہاری تھی ۔میں نے قبضہ کرلیا، میں نے عرض کیا کہ آپ میرے استاد ہیں تو میرا فرض ہے کہ آپ کو اچھی جگہ بٹھاؤں ۔مجھے تکلیف نہیں بلکہ خوشی ہے کہ آپ سے کافی برسوں بعد ملاقات ہورہی ہے ۔انہوں نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا کہ میں کسی کا حق ماروں ۔تو میں نے کہا کہ پھر کیا ہوسکتا ہے، یہاں اس حال میں تو یہی کچھ ہوسکتا ہے جو ہوا ہے، تو انہوں نے فرمایا اس کا حل ہی میں نے پوچھا کیا تو فرمایا تم میری ٹانگوں پہ بیٹھ جاؤ، مین کیا کہا اس کی ضرورت نہیں میں ٹھیک ہوں لیکن وہ نہیں مانے اور انہوں نے فرمایا کہ میں کسی کا حق نہیں مار سکتا ۔اگر تم نہیں بیٹھتے تو پھر ایسا کرتا ہوں کہ میں بھی کھڑا ہوجاتا ہوں ۔دونوں ہی کھڑے کھڑے سفر کریں گے کیوں کہ ایسا تو ہونہیں سکتا کہ استاد کے کھڑے ہوتے ہوئے تم بیٹھ جاؤ اور وہ کھڑے ہوگئے ۔تو مجبوراً میں نے کہا آپ تشریف رکھیں میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا جب وہ بیٹھ گئے تو میں ان کی گود میں ان کی رانوں پر بیٹھ گیا ۔

ذرا تصور کیجئے میں اس وقت 26 سال کا تھا جب بس چند میل چل چکی تو میں نے ان سے کہا کہ اب تو آپ کو کافی سزا مل چکی اگر حکم ہو تو اب کھڑا ہوجاؤں تو انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ہاں مجھے کافی سزا مل گئی بے شک اب کچھ دیر کھڑے ہوجاؤ ۔ایسے حق دار کا حق ادا کرنے والے کہاں ہوں گے ۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے ۔آمین

جب کسی کے یہاں بچوں کی فوتگی ہوجاتی ہے تو دعا کی جاتی ہے کہ یا اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو اس کا نعم البدل عطا فرما۔

محترم علامہ صاحب، آپ کے بڑے دو بھائی فوت ہوئے تو اس وقت آپ کے والدِ محترم کے صبر و استقامت کو دیکھتے ہوئے اور دین اسلام اور عظمتِ مصطفیٰ (ﷺ) کی حفاظت میں قربانی کو دیکھتے ہوئے کتنے اہل اللہ نے یہ دعا بارگاہ رب العزت میں کی ہوگی کہ یا رب العالمین مولانا محمد شفیع صاحب کو فوت ہونے والے دونوں فرزندوں کا بہتر نعم البدل عطا فرمائے (آمین)

ان دعا کرنے والوں میں آپ کے دادا میاں کرم الٰہی مرحوم بھی شامل ہوں گے ۔بڑے بڑے علما کرام، شیوخ حضرات اور عشاق اللہ تعالیٰ و رسولِ کریم ﷺ ہوں گے وہ دعا احسن طور پر مقبول و منظور ہوئی ۔اس کا واضح ثبوت آپ یعنی مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی کی صورت میں ثانی اوکاڑوی موجود ہیں ۔ماشاءاللہ آپ کے دو چھوٹے برادران بھی آپ کے ساتھ ہیں ۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے عمر میں، علم میں اور عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور آپ کو دین کی خدمات بصورت تحریر و تقریر جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ان تمام دوستوں کو جو فیس بک استعمال کرتے ہیں یہ آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ فیس بک پر مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) کے ارکان نے اکیڈمی کے نام کا ایک فین پیج اور ایک حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے نام کا فین پیج ، ایک فین پیج حضرت خطیبِ اعظم حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے نام سے اور ایک فین پیج جامع مسجد گل زارِ حبیب کے نام سے بنایا ہوا ہے ۔ ان چار کے سوا کوئی بھی پیج آفیشیل اور صحیح نہیں ہے ۔
جن لوگوں نے خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے نام سے پیج بنائے ہوئے ہیں ہم اُن سے عرض گزار ہیں کہ وہ ایسے تمام پیج بند کردیں تاکہ کسی غلط استعمال کی گنجائش نہ رہے ۔ احباب سے عرض ہے کہ درج ذیل عنوانات کے سوا کسی اور پیج کو صحیح گمان نہ کریں اور ان کے سِوا کسی کو ہمارے پیج جان کر کوئی رابطہ نہ کریں ۔
شکریہ

The web pages listed below are made and managed by the members of the Maulana Okarvi Academy (Al-Aalami). We DO NOT have any other page and therefore are not responsible for the content on unofficial sites.

http://www.kaukabnooraniokarvi.com
www.facebook.com/Allaamah.Kaukab.Noorani.Okarvi.FanPage
www.facebook.com/Hazrat.Maulana.Muhammad.Shafee.Okarvi
www.facebook.com/Maulana.Okarvi.Academy
www.facebook.com/Masjid.Gulzar.e.Habeeb
www.allaamahkaukabnooraniokarvi.com
www.okarvi.com
www.okarvispeeches.com
www.twitter.com/AcademyOkarvi
https://plus.google.com/+AllamahKaukabNooraniOkarvi
https://plus.google.com/+OkarviAcademy

ہم خُرما و ہم ثواب

مجددِ مسلکِ اہلِ سنّت، محسنِ ملک وملت، عاشقِ رسول (ﷺ) محبِّ صحابہ وآلِ بتول، محبوبِ اولیاء، خطیبِ اعظم پاکستان حضرت الحاج علامہ قبلہ **مولانا محمد شفیع اوکاڑوی** قدس سرہ الباری ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصوصی اجازت سے یہ اعلان فرمایا تھا کہ جس شخص کو کوئی حاجت ہو تو وہ دو رکعت نفل (نمازِ حاجت) پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ 313 (تین سوتیرہ) اصحابِ بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طفیل میری جائز حاجت پوری فرمادے تو میں 313 روپے اصحابِ بدر کی طرف سے جامع مسجد گُل زارِ حبیب (ﷺ) گلستانِ اوکاڑوی (سابق سولجر بازار) کراچی کی تعمیر میں دوں گا۔ ان شاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوجائے گی۔

الحمدللہ ! حضرت خطیبِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی اس بشارت سے اب تک ہزاروں افراد فیض یاب ہوچکے ہیں، لوگوں کا جائز کام ہوجاتا ہے اور مسجد بھی تعمیری مراحل طے کررہی ہے اور صدقہ جاریہ کا ثواب بھی بحمدہٖ تعالیٰ ملتا ہے۔ حضرت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس زندہ کرامت سے آپ بھی اپنی مشکل دُور کرسکتے ہیں۔ مسجد گُل زارِ حبیب (ﷺ) کراچی شہر کی قدیم اور بڑی مساجد میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی تعمیر میں تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

گُل زارِ حبیب ٹرسٹ

ڈولی کھاتا، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی
فون نمبر: (021) 3225 6532

اطلاع

ملک بھر سے جو لوگ جامع مسجد گل زارِ حبیب، جامعہ اسلامیہ گل زارِ حبیب اور مزار شریف مولانا اوکاڑوی کی تعمیر و ترقی کے لئے عطیات بھیجنا چاہیں، ان کے لئے ''آن لائن بینکنگ'' کی وجہ سے یہ سہولت ہوگئی ہے کہ وہ اپنے ہی علاقے میں موجود یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ کی برانچ ہی میں ہمارا اکاؤنٹ نمبر اور برانچ کوڈ نمبر درج کر کے رقم جمع کروا سکتے ہیں، اس طرح انہیں منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ بنوانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ان احباب سے گزارش ہے کہ جب بھی عطیات جمع کروائیں ہمیں بینک ڈیپازٹ سلپ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ضرور بھجوادیں تا کہ حساب میں دشواری نہ ہو۔

-1 جامع مسجد گل زارِ حبیب

اکاؤنٹ نمبر : A/c # 010-2024-7

برانچ کوڈ نمبر : (UBL) 0699

-2 جامعہ اسلامیہ گل زارِ حبیب

اکاؤنٹ نمبر : A/c # 010-2619-5

برانچ کوڈ نمبر : (UBL) 0699

-3 مزار شریف مولانا اوکاڑوی

اکاؤنٹ نمبر : A/c # 010-1344-9

برانچ کوڈ نمبر : (UBL) 0699

(یہ تینوں اکاؤنٹ یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ، کراچی کی کیانی شہید روڈ برانچ میں ہیں۔)

گل زارِ حبیب ٹرسٹ کو دیئے جانے والے عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔

گل زارِ حبیب ٹرسٹ

ڈولی کھاتا، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی

فون: (021) 3225 6532

gulzarehabibtrust@gmail.com

خوش خبری

مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) نے مجددِ مسلکِ اہلِ سنت، خطیبِ اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی تبحر، عشقِ رسول (ﷺ) اور محققانہ بصیرت کی آئینہ دار تقاریر کو محفوظ کرنے اور پھیلانے کے لئے ایک شعبہ قائم کیا ہُوا ہے، اب تک تقریباً پانچ سو اہم موضوعات پر متعدد تقاریر محفوظ کرلی گئی ہیں۔ ارادہ ہے کہ ان سب تقاریر کو کتابوں میں محفوظ کیا جائے (ان شاء اللہ تعالیٰ)

آپ ان تقاریر کی سماعت سے اندازہ کرسکیں گے کہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے آج بھی یہ تقریریں بیش بہا سرمایہ ہیں۔

علاوہ ازیں دس موضوعات پر وڈیو کیسٹیں بھی دست یاب ہیں۔ تقاریر کی یہ کیسٹیں خود بھی حاصل کیجئے اور اپنے احباب کو بھی پیش کیجئے، بلاشبہ یہ گراں قدر تحفہ ہیں۔

مولانا اوکاڑوی اکادمی العالمی (ریکارڈنگ و پبلشنگ ڈویژن)

53-بی، سندھی مسلم سوسائٹی، کراچی۔ فون: 3452 1323

اپیل

۱۹۷۳ء میں مجددِ مسلکِ اہلِ سنت، خطیبِ اعظم پاکستان، حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ڈولی کھاتا، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی میں 1900 گز سے مسجد کے لئے وقف قطعہ اراضی پر گل زارِ حبیب (ﷺ) ٹرسٹ قائم کر کے جامع مسجد گل زارِ حبیب (ﷺ) کی از سرِ نو تعمیر کا آغاز کیا تھا۔ ۱۹۸۰ء میں گل زارِ حبیب (ﷺ) ٹرسٹ ہی کے تحت جامعہ اسلامیہ گل زارِ حبیب (ﷺ) کا آغاز ہُوا۔

بحمدہٖ تعالیٰ مجوزہ نقشے کے مطابق تعمیری کام مسلسل جاری ہے۔ ان اداروں کی تکمیل کے لئے آپ خود تعاون فرمائیں اور اپنے حلقۂ اثر میں احباب کو ترغیب دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مسجد گل زارِ حبیب (ﷺ) ہی کے احاطے میں حضرت خطیبِ اعظم کا مزارِ مبارک بھی تعمیر ہو رہا ہے۔

گل زارِ حبیب (ﷺ) ٹرسٹ

گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی۔ فون: 6532 3225 (021)

(اکاؤنٹ نمبر جامع مسجد گل زارِ حبیب 010-2024-7)

(جامعہ اسلامیہ گل زارِ حبیب 010-2619-5) یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ، کیانی شہید روڈ برانچ کراچی)

Hazrat Alhaaj Mirza Muhammad Aiyyuub Rahmatul laahi Alaieh was a great devotee of our Hazrat Khateeb e A'zam Rahmatul laahi Alaieh, and Hazrat Khateeb e A'zam would keep him like his brother and friend. His memorable article was published in the 14th Urs Shareef Magazine. We translated it in English for our English readers. We apologize for any mistake in the translation. Y. H. Qaadiree

Bismil Laahir Rahmaanir Raheem
Allaah, in whose name I begin, the most Compassionate, the most Merciful

The Emperor of Oration, Lover of the Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam), Reviver of the True Sunni Path, Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi (Allaah have mercy on him)

A Person Who Created an Era

A true Muslim accepts every Order of Almighty Allaah with his heart and soul. It is the saying of Almighty Allaah, "Kullu Man 'Alaiehaa Faan" (Chapter Al-Rahmaan, verse #26). "Kullu Nafsin Zaa'iqatul Maut" (Chapter Aale-Imraan, verse #185). "For everything on the earth (besides Allaah,) is extinction." "Every soul must taste death." The world is not a place to live; it is a mortal station. From the first human till the last person, whoever has come or will come, he has to also go from here. Death and Life are both creations and everything beside Allaah is mortal. A human is bestowed a clean life of Barzaq (the interval between death and resurrection). After this life of the world, if he is a Mu'min (true believer), he is a Muttaqi (a pious person) then after that, in the hereafter, he will be receiving the best rewards. The world has been called as Daarul Amal (a place of actions). Here, those who have adopted Ieemaan (faith) and taqwaa (piety) and spend their life for the pleasure of Allaah, he is considered successful. The real concept of respect and elevation is restricted to Ieemaan (faith) and Ilm (knowledge). The promise of a high status is for those people of Ieemaan who acquire knowledge, adorn themselves by practicing on it, and become an example and role model for others. In the history of humanity, only those people are remembered who, have used every moment of their short life and their every energy for truth, honesty, success and good. As well as who have made their speech and action; intention and power; and their determination and steadfastness, memorable.

It is said that, "Flowers blossom in the garden. Sometimes, they disperse after reaching their natural life or they wilt. Sometimes it also happens like this, that the florist takes some flower away but the flower expresses fragrance, color and perfume, beauty and grace. It spreads its fragrance in the atmosphere. In its own being, it finishes very soon but its fragrance will remain for long and faraway." The flower gives a clue of its Creator. It invites his every viewer that, "By looking at my beauty and grace, color and perfume, imagine how good must be my Creator be!" Its fragrance is, also, its introduction and, also, its praise. Those personalities of Islaam are also like the elegantly scented flowers who have refreshed the religion of Islaam with their qualities in adverse conditions. They have decorated the garden of religion and have worked hard to associate the creation with the Ultimate Creator. Only such personalities are considered to be the credibility and pride of humanity. Only such people are beloved and esteemed for everyone. I was blessed in my life to meet such unique personalities who are creators of a time and era and had the auspiciousness to live more closely to such noble people. Even the remembrance of such people looks nice as well but, like the confirmation of "Sunaa huwaa daikhay huway ki tarah kaisay ho saktaa hai [How can be the one that is heard be like the one which is viewed]." Only a description cannot be a cause of such passionate devotion and inclination. Rather, association is increased with closeness and seeing. Every great name becomes memorable only when the state of affairs of this personality, meaning, when his name and actions, have similarity. Merely with fame, honor is not attained. Rather, every honest honorable (person) will certainly receive decent fame when he is correct in his actions and knowledge.

The great personality which I am mentioning in this writing, I have found him the same during a duration of thirty-five years, from the beginning, till the end. From the first sign till the last breath... his same habits, the same truth and hard work and devotion remained his reference. Rather, in every new moment, he kept making the mark of his greatness and dignity brighter and stronger.

My first meeting with the Reviver of the True Sunni Path, the greatest orator of the Islaamic World, Nightingale of the Garden of the Prophet and the True Lover of Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam), Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi (Allaah have mercy on him), in person, took place nearly half a century ago. Before the meeting, I had already listened to his heartwarming and soul captivating speeches in Jaame Masjid of Aaraam Bagh and one other place. On only hearing it for the first time, my soul received liveliness and the heart became tender by his melodious voice and magical oration. Before the partition (of India and Pakistan, i.e. 1947), I was living in the city of Banaras (now known as Varanasi). The love and

association of the learned and gracious people were an ancient custom of our elders. It could be a congregation of meelaad or any Islaamic festival, we used to have many gatherings of orators with blazing speeches and religious scholars in our vicinity. Even today, I remember the speeches of Hazrat Muhaddis e A'zam Kichochvee, Hazrat Sadarul Faazil Muraad Aabaadi and Maulana Basheer Kotli Lohaaraan waalay. It remained as a custom in our family that, if there was any occasion in the family, it would begin with the gathering of mentioning the Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam). In Karachi, a gathering was held on the birth of one of my related grandsons, Miyaan Muhammad Jameel, which was also attended by many relatives from India. A guest asked that, "Like in India, do you also have gatherings of Zikr-e-Mustafaa in Pakistan?" I said to the guest, "Zikr-e-Mustafaa continues to take place in Arsh o Farsh (from the highest heaven to the earth) from the beginning till the end but, in comparison to India, these gatherings in Pakistan have a particular unique ecstasy and pleasure. Along with us, all of you have attended the gatherings held in India and have heard great orators. Now you should see and listen here."

I thought that I should make these people first hear the oration of such an orator that these people would become happy and also remember this orator the same way as they had remembered earlier legendary people. It did not take me long to make a choice of the personality; on top of the list was Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi. I inquired his address and climbed his stairs of Sultan Mansion behind Bolton Market near Achi Qabr. Knocked at the door on the right hand side on the second or third floor. The door opened Hazrat Maulana was in front of me. He welcomed me, smiling with immense compassion and brought me to the sitting room. Without introducing, myself I explained the reason of my visit and desire for a date for the blessed gathering taking place for the happy occasion of Miyaan Muhammad Jameel so that he may grace it and give a speech. Hazrat Maulana placed a diary in front of me and said that whichever date is empty in this, he would happily come on it.

But sir! In here, there was no such date up till two and half to three months in which Hazrat Maulana had not already made a promise with one or the other. Maulana started saying, "Those people who have taken dates from me, now they are not in my control. If those who have invited me, would cancel, postpone or would like to change, then they can do that. The date on which you want to call me, on that date where I have made a promise, his name and address is written. You can contact him. If he would agree then I have no problem in coming to your gathering on that date." I really liked what the respected Maulana said. He was very straightforward and realistic and was habitual in fulfilling a promise. A religious scholar must possess these qualities. A famous personality cannot remain punctual on keeping a promis but

no one ever had this complaint with Hazrat Maulana Okarvi that he had ever broken a promise. I did not force Hazrat but only said, "I will give you trouble again This occasion been decided and the guests have arrived, therefore, it cannot be delayed. Otherwise, this gathering would have not been held without you." Some other speaker was called on this occasion for some time and, like this, that occasion did not remain without Zikr-e-Mustafaa. Arrangements were made for the guest to hear the speech of Hazrat Maulana somewhere else and everyone listened with such interest and content that most of them kept talking about it in the house. I was happy that the guests would take good memories from here.

I felt that my heart kept insisting on meeting Hazrat Maulana again. Even though now, there was no intention of inviting him to any function immediately nor was there any work. Beside this, there was only longing for a meeting. The first meeting of Hazrat had captivated the heart. He was a straightforward and practicing scholar. He was a highly elevated patron of the Islaamic religion. Again one day, I reached the door of Hazrat. The door was open and Hazrat was sitting in his sitting room. I called out, "Is that Hazrat Maulana there?" An answer came, "Please come in." I went forward and shook his hands. At that time Maulana was young. Broad forehead; round, moon lightest face; large eyes in which there were red threads, red and white color and luminance was in it; he was very handsome and beautiful. I saw that there were running strings of shinning tears like pearls on his beautiful cheeks. Due to respect and devotion, I was in awe of him. Besides, I could not even tolerate to see Maulana crying. I remained quiet for sometimes but I could not hold myself and I said, "Hazrat, what is the matter, is everything alright?" He started talking, "It is a matter of fate, since this morning I was waiting, had the desire to see the Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) and had given the request for Hajj and Ziyaarat (visitation) but the name did not come out in balloting." I said to him, "Do you really want to go?" He said, "Is this a thing to ask?" I said, "Very well, I will come in a while." After saying this much, from there I went to the Municipal cooperation on Bunder Road (which is now M.A Jinnah Road). Took the passport form from the people who were sitting there. Came back again to Hazrat Maulana with the form Filled it with the particulars. Took those pictures from Hazrat which he had gotten made for the Hajj form. By taking permission from Hazrat, I came near Masjid Kizrah in Saddar and, from there, climbed on the bus and reached Clifton. Got the form endorsed by the foreign secretary Janaab Muhammad Ikraam-ul Laah Saahi which he gladly did. At that time, the Pakistan passport office was under the Foreign office. In the night, my duty was in Mohatta Palace in front of "Kashanaa" (th residence of Muhammad Ikraam-ul-Laah Saahib). I was doing services in the Pakistan Cipher Bureau.

The whole night I did my duty. In the morning, straight from there, I went to the Passport office. I did not have any difficulty because I was familiar with the foreign office and the passport office was under us. I met the chief passport officer. After a few minutes, he prepared the passport and gave it to me. After acquiring the passport, I again went to the residence of Hazrat Maulana, the same smile, the same way of welcoming and heart captivating kindness.

The special people of Allaah have gracious manners and Hazrat Maulana Okarvi had embraced humility and humbleness, simplicity and purity, compassion and kindness. Even after shining in the sky of fame, like the sun and the moon within himself as if these were not his adopted, rather, they were his natural qualities. The one who would give passionate speeches with such a roar of thunder in gatherings and would talk with such a sweet and soft tune in ordinary sittings that the heart would not wish to get up from him. He had no concern with nonsense talk. He would remain busy all the time in research and writing and would charm every person sitting with him. He was also very attractive and full of awe as well. I presented the passport to him. With a glance he saw the passport. Then he raised his eyes towards me. He started saying, "Yesterday you took my sign for the form and today you have gotten the passport made and brought it, where else it is heard that the passport is acquired after great fatigue." I said, "Hazrat, it also happens like this, I think it is your invitation. When there is invitation then the work is done like this." Maulana became very happy and said, "There are many stages after passport, P-form etc. and visa." I said, "In Shaa Allaah, tomorrow those steps will also be fulfilled." For some time I sat with Hazrat and continued to discuss. Then took permission and came back. The next day, I took a letter from the chief protocol officer of the Saudi Consulate and took the visa for Hazrat Maulana, after reaching the Saudi Embassy. The ambassador also gave a special letter. When I reached Hazrat, after receiving the visa, Hazrat's tears again starting shining; these were the tears of happiness. I gave him greetings. Hazrat Maulana took the ticket, he received the tickets to travel to the sacred Hijaaz from the route of Al-Khobar. And so, like this, he went to Madinah Munawwarah for the first time.

At that time, the blessings I took from Hazrat, they were accepted and, till today, I am getting the blessings of those supplications. He was also Mustajaab-ul Dawa'aat (a person all of whose supplications are accepted). I will mention the blessings of these supplication later. When Hazrat Maulana came back from the tour of sacred city of the Beloved (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam), I went to meet him. Hazrat told the incidents and emotions during the tour of the court of the Beloved

Holy Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam). Undoubtedly he was a true Aashiq e Rasool (Lover of the Prophet) (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam). Only the love of the Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) was that precious possession of his, whic was his introduction and also his honor. All his life, he made this the wealth of his soul and kept working passionately. His life, his thoughts, the center and pinnacle of his every passion and action remained only this Love of the Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam). He was so sensitive about this matter that he would not tolerate even the slightest disrespect of anyone in this chapter. Not only his writings and speech but also by his appearance and character, this love was radiantly overflowing. The way Hazrat visited Madinah Munawwarah and did ziyaarat (went on a pilgrimage), very few might have seen Madinah like this.

I wanted to meet Hazrat again and again. I would often go to him and every time I would feel fullness in this devotion. Hazrat Maulana Okarvi was prominent amongst such people, the love and connection of whom is a cause of pride and delight. He was very busy and a well-known personality but there was not even the slight feeling of pride or, in any way, a trace of self-projection or self-praise in him. I found him honest and, likewise, favoring honesty. Meetings with Hazrat kept taking place. People would come in abundance to him. His sitting room would be filled with people, his sitting area would be filled and the space would become crowded. One day, while talking about it, he said that, "I feel this area is not enough. It is difficult for people, they have to climb stairs and I, myself, am not peaceful here. This place is adjoined with the market. Due to crowd and due to the noise and sound, it is difficult to write and read. I think we should move to some residential area. Haaji Muhammad Anwar Saahib and his brothers were kind that they gave this place to me. From here, Memon Masjid is not far. I kept doing khitaabat (oration) and leading the Salaat (Imaamat) there. Now, because of the management of the Masjid I have separated, so now it is not important to live here." I said that, "Here, in the heart of the city, there is P.E.C.H. Society which is a good population. You can shift there." He said, "That is especially for the government employees. How can I find any house there?" I said, "The government employees also sell the houses after making them or they give them on rent. I do know a few people in that area. If you want, then I can talk." He said that, "It would be good if a small plot is acquired." I do not have a lot of ability, yet I found out that a widow wanted to sell a house under construction with the number M.23. I made the deal. Hazrat bought that house and got it completed with the contractor, Janaab Mashooq Alee, and shifted to this house. I would like to also state this here, that I have seen the private and public lives of many famous personalities. Saw severe contradiction in their tongue, nature, talks and action. Different fame and different nature. But did not only find Hazrat Maulana Okarvi the same in heart and

tongue, talking and action but also firm and competent.

His truthfulness and sincerity was such that everyone admitted and praised it as well. And this was also a great reason of his success. He was steadfast in his aim and determination. He would not only recite Aayaat (verses) and Hadees (traditions), he would also practice them. Meaning, he had no difference or opposition in his internal andexternal personality.

During his stay in Sultan Mansion, he established a great organization of Ahle Haqq (People of the Truth) with the name of "Jamaa'at e Ahle Sunnat." He did a great exhibition of his intellectual vision in suggesting this name and did a lot of hard work in activating this organization. In a brief time he started a revolution in the city of Karachi. Especially in Karachi city, the revolutionary enhancing of the zeal and passion of faith and the revolution to awaken religious fervor was started by Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi. The congregations of Eid-e-Meelaad un Nabee (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam); Mi'raaj un Nabee (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam); Aashoorah e Muharram; Giyaarahween Shareef; the days of the Khulafah e Raashideen; Aaraas of the Friends of Allaah; Islaamic festivals; the enthusiasm and desire of Na'at recitation are all the splendor of the hard work of Hazrat Maulana. Otherwise before him, there was no ecstasy occasioned like this in the city of Karachi.

Even if Hazrat stayed in a small apartment of Sultan Mansion or in the house of P.E.C.H Society, no difference was seen in his nature, his routine or his work which is usually visible amongst people who change their residence. Rather, the assurance of this will be given by all the visitors and friends of Hazrat: the more elevation was achieved in his respect and popularity, the more the humility and humblenes increased in him. He was only concerned with humbleness and worthlessness. He had immense respect for his elders and he was very kind to his youngsters. He was the leader of the caravan and the commander of the convoy but he would remain busy like an untiring warrior and a soldier who would sacrifice his life. Almighty Allaah bestowed that status and elevation to him which He bestows to His favored and beloved bondsman and makes them prominent amongst others. It is stated in th sacred hadees that the one who does humility for Allaah, Allaah elevates him. Hazrat Maulana Okarvi did not work for fame and name but rather his work elevated his name and, even today, the graciousness of this service continues and he is remembered.

When Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi made his first house, he said

that the ceremony arranged on this happy occasion will be of Mahfil e Meelaad. When everyone celebrates Meelaad on happy occasions and present the gift of thankfulness then why should we not do this celebration on making our first house? Therefore with great devotion and love, Hazrat organized the gathering of Meelaad Shareef and there was a huge gathering. Many scholars and Mashaa'ikh (Holy masters) of Ahle Sunnat, meaning legendary personalities, were gathered in this. There was another title of joy on this occasion and that was the birth of the respected son, Kaukab Noorani, in the house of Hazrat. Earlier, two elder sons of Hazrat had departed and, after that, two daughters were born in the house of Hazrat. Later, Miyaan Kaukab Saahib was born and he is the true heir of Hazrat and is also the daring soldier of Ahle Sunnat and an international preacher. The respected teacher of Hazrat Maulana Ghulaam Alee Ashrafee also came from Punjab to attend this gathering. Hazrat Maulana Abdul Salaam Baandvi; the poet of Ahle Sunnat, Maulana Ziaa ul Qaadiree; Hazrat Ansaar Alaa Abaadi; and Janaab Biyzaad Lucknawi etc. presented devotional poetry in praise. Hazrat had kept the name of this house "Noorani Manzil" for which the poets also made memorable quartets. Kaukab Miyaan was very young but was present in this gathering and took the blessing of everyone. Hazrat had done very good training of him. At the age of only four to five years, several verses of the Qur'aan and many Ahadees with translation were made to be memorized by Kaukab Miyaan and Hazrat would also make him recite them in gatherings. The printed invitation card of this gathering is still preserved with me and I still remember the scenes of it. I still remember Hazrat had also given gifts (money) to the respected scholars, holy masters and the readers of poetry.

Here, I will also say this, that these things of Hazrat prove the distinction of the personality of Hazrat. Otherwise, mostly, people do not have any concern besides earning worldly goods with religion. It is famous about policemen that this is said about them, "They ask, you have come to my house, what have you brought? When I will come to your house then what will you feed me?" "Chat bhee un ka pat bhee un ka," meaning, to receive benefit in every way. Did not see this that a policeman might also be giving gifts to someone or feeding them. He is a policeman, why does he have to feed anyone? Even though, he wears the uniform for the country and nation, he must have more care for guarding the law. Here, I have seen in Saudi Arabia as soon as a policeman climbs the bus, he gives his fare and, several years have passed, I have never seen a policeman pay after a delay. Neither is a policeman there asking for any favor because of his uniform. This thing is very difficult to find in Pakistan and I am not putting the respected scholars and the policeman in one category. The status and station of true scholars of religion are very high. They are the protector, preacher and custodians of the nation. But I am only saying this much, everyone should have the

care of their status, dignity, and identity. While being respectful to the honorable scholars, I will say that day and night, there is a crowd in their house. One comes and one goes; till where will they be able to look after and serve them? Till what extent, would they serve everyone? And those who come to these people, he comes to quench his intellectual and spiritual thirst. These people should themselves look after them (the scholars). The respected scholars devote their lives for the true religion. To bind them for the satisfaction and tranquility of the visitors that they should also give food and drink to everyone who comes, then, it will be oppression. They also have high quality books for reading. They have to devote so much time to the people therefore, they cannot do any business. The Divine has made this arrangement for them that people also do financial service of them and to give financial gifts (nazraanay) and presents to the learned people is proven by the Sunnah (tradition) But Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi was also very graceful in this matter. It is not possible that someone would come to him and our Hazrat would not entertain him warmly. A continuous round of fruits, drinks and tea would linger. If it was a mealtime then Hazrat would make him eat food. And I also know this thing also very well that there was no servant etc. in Hazrat's house for cooking food or for doing house work. His wife and daughters would do all the work. The dastarkhawaan (tablecloth for food) of Hazrat very vast and he would feel very happy in feeding people. There was cordiality in his nature. He was very kind and affectionate, smiling and pleasant. Daily, many people would come to Hazrat who would expect financial help from him. Such people also come to popular personalities, especially respected scholars and holy people. Hazrat would also exhibit great kindheartedness in this regard. And he did so many deeds of Sadaqah Jaariyah (continuous charity), a example of which is very rarely found amongst the crowd of scholars. Whenever an announcement was asked to be made for the donation of a masjid or madrassah Hazrat would be the first one to present the money from his pocket. Just due to him several masaajid and madaaris reached their completion.

Our Hazrat Maulana had good looks and also good taste. He would eat less food but he would eat pure food. He would himself buy the wheat. His family would wash, dry and clean it and then get it grinded. Whoever had the privilege of eating food in his house, he will give the confirmation of this thing that the food in Hazrat's house had lot of taste and blessing. The existence of Hazrat, himself, was a portrait of beauty and favors. He was not only a preachers of the traditions (Sunnah) but he was also true obedient and committed to them. When he shifted to the house in Society, in the matter of residence, I was not far from him. Often, it happened that if I would go to meet him in the evening then I would read the Salaat of Maghrib and 'Ishaa with him After 'Ishaa, he had to go daily for speech. He would ask me, "Will you go to the

congregation?" Sometimes, I would go with him. In those days, the weekly holiday would be on Sunday. Hence, this matter would usually be between the night of Saturday and Sunday.

In those day, on one evening, I went with him in a congregation. Hazrat used to give untiring and zealous speeches. There would be a large crowd in gathering of his speeches. He used to make very satisfying speech with evidences and authentic proofs on his topic. He would begin his talk on a certain verse of the Qur'aan and, till the end, he would remain on the same topic. With quoted evidences and intellectual evidences, he would talk in such an easy and heart captivating way that the speech would be engraved in the heart. With full energy, he would make zealous speeches but in a sweet way, that the act would be presented. Whoever heard him once then he would not be satisfied anywhere else, he did not find that pleasure anywhere else. It can be said like this that he was an incomparable orator with his individual but finest style and way. What can be a great affirmation of his popularity that thousands of Orators received fame and became popular by adopting Hazrat's style!

That night, we came back from the gathering at nearly 2 am. The place was like an empty ground near the house of Hazrat. At that time, in the quiet of the night I found it difficult to go alone and cover the distance to my house on foot. Hazrat said that, "You do not have to go on duty in the morning, so rest here." It is my habit that, right after 'Ishaa, I went to sleep and got up early in the morning, but it would also give me pleasure to sacrifice sleep for hearing the speeches of Hazrat. I lay down there. Hazrat took off his Jubbah (robe) and Iemaama (turban) and after wearing his vest and lungi (a cloth men wrap around their waist), he sat in his sitting area while keeping a tape recorder next to him. A pile of books was around him. He started recording his voice in the tape recorder. It is said, a person only gets sleep in his house in his own bed. No matter how comfortable the house of others is, sleep comes a little late. Hazrat's voice was not such that it would disturb my sleep but I had not slept yet, I got up and went to Hazrat and inquired if he was listening to some earlier speech or was he doing speech at that time, when there is no one to listen in this silence. Hazrat was reading quotations from the books. He said to me that, "You may rest without any formality. I will wake you for Fajr Salaat." I inquired, "Is there any clock here? Are you going to set an alarm?" He said, "You may sleep without worrying. Rest of the talk will continue in the morning." I slept on the bed. At the time of Fajr Salaat, Hazrat woke me and also awakened two other guests. We all performed our sunnat (two rakaa'at) after doing abulation. Hazrat lead the jamaa'at for Fajr Salaat. Hazrat kept the books in the cupboard, turned off the tape recorder and slept there at the sitting area. He would sleep there so that when in the day the visitors

come, they could wake him up if they found it important or wait for Hazrat to get up. I did not have the habit to sleep after Fajr Salaat. I kept looking at the library while sitting in the living area of Hazrat. Hazrat had a precious collection of excellent books. After a little while, Qaari Shaukat Alee Saahib came. He was the father-in-Law of Haaji Muhammad Anwar Saahib (of Tawakkul Trading). Hazrat had lived in the flat of this Haaji Saahib near Achi Qabr. This Qaari Saahib would teach Qur'aan to Hazrat's children and after that, he would write the recorded words of Hazrat from the tape recorder. I kept seeing all these events because I had not gone home due to the holiday. There, a rough draft of seventeen to eighteen pages was ready. Early in the morning, breakfast came from Hazrat's house for us. We all ate breakfast. I lay down for a while but I could not sleep. After 11 o'clock, Hazrat woke up, took a shower and came back to sit in the sitting place again. Food came from inside. We all ate delicious food. Qaari Shaukat Saahib kept the written papers in front of Hazrat. I had seen these papers at a glance. These papers were filled with works of research and writing, Verses and Ahadees, quotes of jurists, names of books with the reference of their page numbers after seeking proofs with them with the talk of Hazrat. Hazrat saw these pages at a glance. He made a lot of editing, corrections and changes and again gave those drafts of paper to Qaari Saahib for calligraphy. This is how I knew that, after the speech, Hazrat does not stay idle even for a minute during the night. Rather, after the speech, he remains busy in research and writing. He had great desire of reading. Till the time he would sit in the living area, he would have the books in front of him. He would also keep doing the work of putting references and footnotes on the books. The session of talk with visitors and friends would also continue, all the time, he remained busy with his soul.

It was his habit to stay up all night. He made thousands of speeches and also made his valuable writings memorable on various important topics. I have seen a lot of people, someone is very proficient and famous in speech and not proficient in writing, while someone would have expertise proficiency in writing but he would not be able to give a speech. But sir! It was the blessing of Allaah that Hazrat Maulana Okarvi had expertise to great extent in both oration and writing. And he was an orator and writer processing the gifted qualities of Allaah. Besides, his speeches were popular among both the affluent and commoners. The correction of the belief and actions of millions of people were done through him. He went everywhere, all over Pakistan, and raised the voice of Truth in every corner of the country. Legendary scholars and Mashaa'ikh as well as elderly orators and writers also respected Hazrat Maulana. In whichever gathering Hazrat was present only, he would overcast.

Hazrat Maulana Okarvi had the allegiance of the respected Hazrat Saani Saahib

of Sharqpur Shareef in the Naqshbandi Mujaddidee succession but he kept devotion and love for all the respected pious people of all the chains of Tareeqat (spiritual doctrine) and would go to the gatherings of everyone. He had immense love for Hazrat Saiyyidina Ghaus-e-A'zam. This is also an undeniable fact that the name of Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi was respected and loved by all the Ahle Sunnat Wa Jamaa'at. Every Sunni had love and devotion for him, no matter any madrassah or spiritual bode he may be associated with. Our Hazrat was the beloved ofeveryone.

Many people do not get the due respect according to their worth but the discourse of name of our Maulana Okarvi was great in all directions in his worldly life. His popularity and fame was exemplary. Another great thing about him was this, he would do great modesty and shyness for his own self and he did not have concern with false praise and flattery. He did not even have a trace of self-projection. He would say that in the beginning he would do Na'at recitation. My elders said that, "You have been given the blessing of good voice and everyone does not stay unimpressed after listening to your Na'at Shareef. The hearts of people mellow down, meaning think like this that field is ploughed in the field and we have to only sow the seeds. Here you sow the seeds and there the crop is ready and the plant starts to grow." The elders said that along with melody, if there was also good talk then it is Noor (luminance) on top of Noor. Therefore, I also started speeches, read books in order and completed the course. Along with this, he said, "Actually, this is all only matter of graciousness. I only have the wealth of graciousness of pious people and their blessings, otherwise, it does not happen like this by only reading a few books." Hazrat would speak the truth that he had been bestowed special favors and effects The people from whom Almighty Allaah wants to take special favors, He bestows themabundantly.

When Hazrat started the series of speeches, the qualities of melodious voice was also prominent in the speeches. He would read Masnavi of Maulana Ruum and the poetry of Alaa Hazrat Barelvi with great excellence. His verses were full of evidences, to the point and so authentic that the speech would be four times more effective and everyone would be entertained. There would be gatherings in series in the same area for ten days and the quantity of the audience would increase every day. In the month of Muharram also, the gathering of Aashoorah would be so memorable that it was awaited all year. Hazrat Maulana Okarvi would describe the events of Karbalaa and Shahaadat-naamah (the details of the Martyrdom of Karbalaa). So it would seem that the crowd of the whole city had gathered to hear his speeches. He would also do the speech of Shab-e- Mi'raaj so beautifully and would adorn it with

the verses of Qaseedah-e- Mi'raajiyah (the description of the night of Mi'raaj in poetry) of Alaa Hazrat Faazil e Barelvi that he would do magic. He would also have two to three speeches in one night but in every gathering there would be the same passion and tremendous speech.

His vast knowledge and the desire of research had given such grasp and depth in his speeches that, in whichever topic he would give a speech, he would not leave any apprehension. He would not even make his way of speaking difficult, therefore, the commoners would also benefit from him the same way as the knowledgeable would flourish. Whenever he would give speech at a particular gathering then in his way of expression, he would consider the ability and aptitude of the listeners. He would make such talk that well-known officers would also become his admirer and devotees. In confirmation of his point and topic, he would perform with great courtesy and consistency. Moreover, he would also present the statements of his opponents and would say this lightheartedly as well that, "My opponents should give me reward that I am doing their publicity and the publicity of their books." The great flavor of clean humor in Hazrat's talks was also excellent. His reason of popularity was his exemplary oration but with whichever excellence he was bestowed by the Divine that excellence was at its own excellence and Hazrat proved himself to be worthy of it.

While expressing their most beloved personalities, the exaggeration of an admirer's explanation is not far from imagination. But I am not involved in any exaggeration or superficiality while mentioning personalities like Hazrat Maulana Shafee Okarvi. I am describing the facts with full confidence. Not only me but everyone, not only accepts this reality, rather, everyone has said it spontaneously and has written it. Whatever details have been written by his own teachers, Mashaaikh and elders in their writings in view of Hazrat Maulana Okarvi, after that, there should not be any doubt or exaggeration in mine or anyone else's expression.

My association with Hazrat Saahib was very brief in Karachi city. But where the hearts are connected and love and devotion is allied there, even besides the distance, closeness continues. A day was that when I served for the preparation of Hazrat Maulana's tour of Madinah. Hazrat gave me blessings. Those prayers were fulfilled and the desire of my heart was granted. The Government of Pakistan appointed me in Pakistan Embassy in Jeddah and, in this way, I came in the vicinity of the sacred Hijaaz. There for twelve years, I kept undertaking government duties. In those days, my residence was in the center of the city with all the facilities. The associates would come from the native country and we would a get great opportunity

to look after them.

Hazrat Maulana Okarvi would remain eager for Madinah Munawwarah. Whenever he would get the chance to come to Madinah, he would put all his engagements behind and would not miss the chance to visit the court of the Beloved (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam). After coming to Jeddah, I remain connected to Hazrat with letters and phone. Hazrat would write very grand and sweet letters. There is no such letter of his in which full Durood Shareef is not present. He would begin by mentioning the beloved Holy Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) and would adorn the words of his writing that even the soul would be delighted after reading it. He also had very good hand writing, it seemed as if he has strung pearls. Whenever he would decide for Ziyaarat, Hajj or Umrah, he would inform me. Here also, he would not have any free nights. Sometimes, he would have gatherings in the residence of Janaab Abdul Hameed Quraishee, sometimes in the residence of Muhammad Tufaiel Saahib in Makkah Mukarramah. Pakistanis would gather and enjoy the sweet sermon of Hazrat. After coming here as well, Hazrat had the desire to stay longer in Madinah Munawwarah or he would stay in Makkah Mukarramah. On our request, he would stay in Jeddah for one or two days so it would be delightful. Once he came to spend the month of Ramadaan here. In those days, during the month of Ramadaan, the Salaat of taraweeh in Jeddah would only be held in one Masjid where a Shaafi'ee Imaam read the Holy Qur'aan by holding it in his hands, meaning, he would read by viewing the Holy Qur'aan. We would be waiting for Janaab Haafiz Rahmat Alee Baseerpuri. For several years, he came here and recited the Holy Qur'aan. In the day he would perform Umrah while fasting and in the night he would recite the Qur'aan to us in Taraweeh. Here, Hazrat Maulana Okarvi always spent the month of Ramadaan in Madinah Munawwarah and he also did the I'tikaaf of the last Ashrah two to three times, meaning, whenever he came in the month of Ramadaan, he stayed in Madinah Munawwarah. He did not approve of staying outside Madinah Munawwarah.

He would go to give salutation to all the pious holy men. He knew every face and every place. He was aware of all the Ziyaarat (holy places to visit). He was also met friends. His speeches were also held in Madinah Munawwarah. The people still have the recording of his speeches which are heard and distributed to others for listening and hence Hazrat is remembered. He was aware of the etiquettes of Madinah. The viewers knew what kind of a lover of the Prophet he was. In Madinah Munawwarah, he mostly stayed in the house of Qutb-e-Madinah, Maulana Shah Ziyaa ud Deen Ahmad Qaadiri, who used to live first near Baab-us-Salaam and later near Baab-e-Majeedi. Now that area is included in the Haram. This is the event of

those days when, after King Saud, the era of King Faisal had begun and Hazrat Maulana was here in the month of Ramadaan. The extension in the Haram of Makkah was being done. Baab-us-Saud was constructed which is now known as Baab-ul-Abdul Aziz.

The way of governance which was established in the era of Malik Abdul Aziz, the same also continued in the days of Malik Saa'ud and in the early days of Malik Faisal that also continued. In the Haram, eight rak'aat Taraweeh was held in congregation. And the Salaat of witr, after the two raka'aat, there would be one separate rakaa'at. They are still read there like this today.

When, in the month of Ramadaan, Maulana Saahib came to Makkah Mukarramah, people gathered as they found out about the news of his arrival. Maulana entered the Haram and Hazrat lead the Salaat of 'Ishaa and also lead the congregation of twenty rakaa'at of Taraweeh and, after that, led three witr according to the Hanafi way. As soon as Hazrat said salaam after finishing the Salaat of witr, the designated officials came and said to Hazrat, "You have to come with us." Hazrat asked, "Where?" They said, "To the police station." Hazrat asked, "What is our crime?" They said, "You have lead separate Salaat and have lead the congregation of twenty rakaa'at." Hazrat replied to them in Arabic, "I have to read nawaafil (voluntary Salaat) now. After that, I will come with you." During those days and even now, mostly in the month of Ramadaan, government offices and bazaar etc. are opened during night till Sahari. In the day, it is a state of desertion in them, the stay quiet. The people come after Taraweeh and do their work. Hazrat Maulana went with these official people in the direction of the Police Station. A lot of time passed but the in-charge did not come. After some time, the in-charge came and, at the same time, two people came in nice Arabic dress and inquired, "Is there any order of hardship etc. for such people from Malik Faisal on those people who read twenty rakaa'at of Taraweeh?" The in-charge said, "There is no such order." These people inquired from the official, "Then why have you seated this Maulana Saahib here?" The in charge said, "I have no knowledge about it. Why has he been bought here?" Then he called the police men and asked them about the Maulana. The police men said, "He has lead twenty rakaa'at of Taraweeh in congregation separately. Hence we have bought him here." At that time with the police men, there were also some Saudi students. According to "Muda'ee susht gawa chust" (meaning, like the saying that the one who has claimed is lazy but the witnesses are more active) they started increasing the matter and tried to impose accusations on Maulana Saahib. So Hazrat Saahib said to them in a very forceful way that, "This is not being discussed with you. Therefore, you people should not interfere and stay quiet." Hazrat addressed the in-charge and

said to him, "If they want to know then I can present evidences that the rakaa'at of Taraweeh is twenty." I still remember from the evidences which Hazrat gave, this much that, if you have any objection on twenty rakaa'at, then first answer this easy question: why and how were the rukoo' placed in the Holy Qur'aan? Why were they considered necessary and why are they called rukoo'? Now not only the in-charge but also those students were quiet who had been making a great noise before. Hazrat explained very nicely and explained, in reference to Saiyyidina Usmaan-e-Ghani (Radiyal Laahu Anhu), that, "The completion of Qur'aan would be on the eve of the twenty-seventh and daily, twenty rakaa'at of Taraweeh were performed and there are five hundred and forty rukoo' in the Holy Qur'aan. Now if you divide five hundred and with twenty-seven with forty, the answer is twenty. These Rukoo' have been placed where Hazrat Usmaan used to do rukoo' in Taraweeh and, according to the sacred hadees, it is mandatory on us to follow the Khulafaa-e-Raashideen (the sacred Caliphs) of the Holy Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam). Due to this, we read twenty rakaa'at and the eight rakaa'at is of Salaat-ul-Laiel and is not of Taraweeh. Besides, we read three Witr." Hazrat also said a lot more but I only remember somewhat from it. We saw the in-charge bade farewell to Hazrat with great respect and apologized for the behavior of the police officers. The two people who came in Arabic attire, they sent a telegram to Malik Faisal that those people who want to read twenty rakaa'at, inform us about them, could they make arrangements to perform twenty rakaa'at in congregation in Haram or not?

I have specially mentioned this incident because, after this, Malik Faisal got this examined that those who read twenty rakaa'at they do not commit any fitnah (mischief). They only do worshipping and it is also proven by correct evidences. Therefore, only twenty rakaa'at of Taraweeh should be read in the Haram. Malik Faisal accepted this thing due to Hazrat Maulana Okarvi or there was any other reason but since that time twenty rakaa'at of Taraweeh is performed in congregation in Madinah and Makkah. Hence, I want to say this that Hazrat Maulana was a portrait of speaking the truth and steadfastness. He kept an unshakeable believe about Deen (Faith), Mazhab (religious) and his, our, Maslak (path). And whenever a situation would arise he would not adopt diplomacy and compromise, neither did he care for anyone. Rather, he would exhibit fearlessness, courage and boldness. Al hamdu lil Laah that he was a true Muslim man and a soldier.

I would also say this for Hazrat Maulana that he was very present of mind and readiness in replying. The presence of both such qualities like presence of mind and presence of readiness to reply at its best in someone is, surely, a gifted quality of Almighty. Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi was not only a scholar and

special spaces in Masjid e Nabavi. Those who wanted to sit in i'tikaaf (mu'takif) with Hazrat Maulana Okarvi, they were greater in quantity. Hazrat would give Dars (explanation of Qur'aan) in the morning and evening and would also give answers to the listeners. Amongst those who would ask questions, there would also be some who only ask to evaluate or test and some who would ask questions for their knowledge. One day, two people inquired from Hazrat that, "Which is the area of Masjid e Nabavi that was built by the Turks and which one is built by the Saudi government? What is the difference between the two?" The lightened face of Hazrat Maulana turned towards the Qiblah on this question. He smiled while looking at the red building of the Turks and said, "The building of the Turks reflect khuloos (purity of love) and the construction of the Saudi reflects fuloos (plural of fils, coin, cash, money)." The one who questioned could not make any objection to this intellectually sufficient reply. This is the fact, it is said about the Turks that, when they did the construction of Haram-e-Nabvi, the large stones which they placed, they prepared them at a distance. Every appointed laborer was a Haafiz (one who memorized the Qur'aan). Every person was restricted to stay in ablution (wuzu) and they would remain busy in the recitation of the holy Qur'aan, meaning, hands would be working and tongues would remain in remembrance of the words of Allaah. In every way, care would be given to respect and honor, to such an extent, that they would not make any such noise which would disturb the Holy Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) while working in the sacred Haram. Therefore, it is heard that these laborers had placed rubber etc. on their hammers and they would not make any noise. Along with the strength and durability of the buildings, they also placed in front of them, quality and good taste. Such strong construction was done around and under the pillars, that later, when the Saudis wanted to remove some pillars, it became difficult to remove them. They had to use dynamite and gunpowder. In the construction of the Turks, arrangements were also made to protect the visitors from the weather changes. Meaning, in the winter that area would remain warm and, in summers, cool. Even after the passing away of hundred years, there was no complaint, during any rain that water drained from any side. The Saudis spent a lot of money and adopted modern ways of construction but the difference in the khuloos of the Turks and fuloos of Saudis can be felt. Hazrat presented an excellent exhibition of presence of mind and tongue and said such a thing on which even opponents had no other choice but to remain quiet.

Everyone was asking something or the other. A person asked this question that, "Following of the Salaat of the sinner and transgressor has also been said to be permitted, then why can we not read Salaat behind the Ghaier Muqallideen (those do not follow any of the four Imaams of Ahle Sunnat)? He replied, "There is a difference

learned man; researcher and thinker; complier and writer; Jurist and Evaluator; teacher and educator; guide and protector; orator and preacher; well-wisher and defender; Haafiz (memorizer) and Qaari (reciter); an incomparable and irreplaceable orator, but he was also full of beauty and conduct, in features and nature; articulation and character; tone and voice; temperament and disposition; habits and behaviors, etc. If he is called a portrait of beauty and superb manifestation then it is absolutely correct. His recollection, meaning his memory and intelligence, was carrying an ultimate state of excellence.

He kept an expertise in understanding the evidences and then in explaining them. He was also a great debater and speaker. With every given quality and excellence of the Divine, he did the facilitation of True religion. He had such pure and elevated passion for the facilitation of religion that envy can be done on it. He was sincere, hardworking and an untiring soldier. It is said 'Ishq (love) and Mushk (musk fragrance) cannot be hidden, even when concealed. The love of Allaah and His Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) was thoroughly filled in him. This love was the luminance of his face and character. It was the aim of his words and actions and was the actual wealth of his life. Millions have received this light and fragrance from him. Like it is said by Janaab Hafeez:

Muhammad Ki Mahabbat Deen e Haqq ki Sharth e Awwal Hai
Iesee Mayn Hu Agar Khaami Tou Sab Kuch Naa mukammal Hai
The love of Muhammad (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)
is first requisite of the True Religion
If there is a flaw in it then everything else is incomplete

This same love of the Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) was his concern and his action. His thoughts, opinions and vision were associated with this one deep and everlasting ocean. He was found to be a portrait of steadfastness and persistence like mountains in this chapter. He sacrificed everything for this and protected these priceless valuables. He, himself, used to say, "I am not a majnu (lover) who drinks milk, I am a majnu who gives blood." Therefore, he tolerated the strike of dagger and lance, stone and rocks. He accepted hardship but he did not turn away from the path of truth. He stayed steadfast on the standpoint of courage and daring, not on favoritism or dismissal.

He made the examples of the love of the Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) memorable. Thirty-two years ago, I also saw some miracles of his. It was the blessed and spiritual holy month of Ramadaan. The people were reserving their

between faasiq fil amal (one who is disobedient in actions) and faasiq fil aqeedah (one who is disobedient in beliefs). It is not so severe to have negligence in action a it is to be bad in beliefs." An innocent person thought, "I should also ask a question." He inquired, "We should do niyaaz (give offerings) of whom?" Hazrat replied to him according to that person's own intellect, and said, "Allaah is without desire?" He said, "Yes." "Not everyone else is Bay Niyaaz (without desire), therefore, we should d their Niyaaz (give offering to them). " Only this reply was sufficient in accordance to his understanding and he became happy. These sessions would continue like this, till where should I describe it? I do not even remember everything in detail.

Each time, the visit of Hazrat Maulana Okarvi in Madinah Munawwarah would be memorable for us. He would remain very respectful. His eyes would be filled with tears and the recitation of Durood would be on the lips. In the night, he would sweep in the sacred Haram e Nabavi and, in this way, he would collect treasures of auspiciousness for himself. When he would walk in the lanes of Madinah Munawwarah, he would take deep breaths of the wind of Madinah and would recite sacred na'at in a low volume. Oil in the hair, well placed hair, adorned with a sacre amaamah (turban), he would embellish every eye. One evening, we were sitting with Hazrat Qutb-e-Madinah, Maulana Ziaa-ud-deen Ahmad Qaadiree, there would be gathering of Meelaad Shareef in his house every night after 'Ishaa. When Hazrat Maulana would come to Madinah Munawwarah, Hazrat Qutb-e-Madinah would also listen to Na'at Shareef from him and would also make him give a speech. He had great love for Maulana and would consider him a precious asset of Ahle Sunnat especially in Pakistan. That evening, he told his family members, "It is hot in the room. Place a charpai (handmade bed) for Maulana in the lane." Maulana said to Hazrat, "I do not have the habit of sleeping in the lane." Hazrat Qutb-e-Madinah said, "Maulana, this is the lane of Madinah Munawwarah." Maulana was in tears. He laid the charpai, himself, in the lane and slept happily.

Along with the presence of mind and readiness to reply, we also saw jamaal (lovable beauty) and jalaal (honorable dignity) in Hazrat Maulana. One day, he himself told us that when he was in Okara, he had to go to the village for giving speeches and the people of the village would say informal things. The speech was given in the village. Hazrat would eat food after the speech. Someone said without hesitation, "Respected maulvees would not eat anything less than a chicken. Only chicken should be cooked for the dinner." Hazrat had heard this. During the speech, in some way, he brought this into his speech and said that, "if the respected maulvees eat chicken, they also give the Azaan as well." The people liked this reply a lot. This was the jamaali way. Now, some of his jalaali way.

In the beginning, Hazrat would bring groceries of the house by himself and he had a great sense of identification. He was the fellow of a business family. He kept business as his way of livelihood. He would go to Bolton Market once a week. Even while shifting to the house of P.E.C.H Society, he would buy fruits from there. Not everyone has such choice in selecting fruits. He would also know the weight after holding the fruit in hands and I want to also say this, without exaggeration, that he would also tell the taste and other qualities. We would also go along with him so, this way, we would be able to buy good fruits. Hazrat was buying fruits from a vendor in Bolton Market. A shopkeeper saw him and immediately kissed the hands of Hazrat and humbly said, "Please put your feet in my shop." Hazrat accepted his request. He asked his servant to bring tea and said that, "Last year, I had bought sugar and had a loss of fifty thousand in it. This is the Will of Allaah. This year I have again bought sugar worth three lakhs. You make supplication (Du'aa) for me that I would have the profit of two lakhs so that the old loss would also be fulfilled and more profit would be gained." Hazrat said, "The real reason of calling in the shop is known and, also this, that you want a supplication of profit of two lakhs after giving one cup of tea, there should be some balance." Then he said, "There is blessing in business and a true businessman has great status. But no blessing is left in unlawful gain of profit and in storing provision. Supplication for profit is good but we should not forget the rules of business." That shopkeeper started saying, "Hazrat, make the supplication. It is our experience that your supplications are accepted. We only want this much du'aa that there is no loss." Hazrat said, "May Allaah bestow graciousness." After a few days, we went to buy fruits with Hazrat again from the same place. That shopkeeper again called out. Hazrat went to his shop again but now the way of speaking of that shopkeeper was somewhat different. He was boasting that, "We can count the feathers of a flying bird. We are businessmen from our forefathers and generations. We know very well what the direction of the wind is. We said that we may have a profit of two lakhs, so we received the profit of two lakhs. We had bought with this calculation, our guess was correct." We saw the grandeur of jalaal clearly appear on Hazrat. He said, "When there was loss then you associated it towards Allaah. Today, Allaah has given you profit so you are describing it to be your excellence. And you are boasting today that you are the son of a businessman, were you the son of someone else yesterday when you bore a loss of fifty thousand?" Then said, "Try to understand the reality of profit and loss and keep your intention and action correct." Hazrat Maulana had no inhibition in saying the words of truth. I also saw one such jalaali aspect of Hazrat: a person who was a very close associate of Hazrat and Hazrat had also liked him a lot, he had scolded a beggar. Hazrat did not talk to him after that. He said, "Even if he dresses up in splendid clothes and begs from you while sitting on

a horse, even then, you should not scold him. If you do not want to give anything then be silent or ask for forgiveness." Hazrat had more jamaali rang (color of beauty) but in the matter of religion he was also jalaali (full of grandeur) and, in the case of Sharee'at and Sunnah, no matter who it was, he would not give any compensation. In 1962 AD during a speech in Khadda Market (Liyari), the opponents endeavored a fierce assassination attempt on him. Almighty Allaah had to keep the life of Maulana safe and had to take a lot of work from him, therefore, Hazrat recovered. After the assassination attempt, when he came to the sacred Haramain e Shareefain (Makkah and Madinah), he had said, "I used to say to people that the death by martyrdom i very nice. When I faced it myself then I actually realized this. I found this reality that the death by martyrdom is a very comfortable death. I was struck by a dagger again and again. The double dagger kept striking my body but I did not even feel it Neither, did I feel any pain, even though I am very sensitive. If a thorn is stuck, you feel pain but daggers were struck and I did not feel pain." He said, "Due to this, I did not seek revenge and forgave my attackers." In this assassination attempt, Hazrat received five deep wounds. The tyrants wanted to cut the veins of the heart and the jugular vein but Almighty Allaah gave life to Hazrat. He stayed in the hospital for two and a half months and he again started to be vigorously active as soon as he came ou of the hospital. Rather, with more passion and zest, he served Maslak-e-Haqq (the True Path).

A few days after the assignation attempt, he came to Haramaien. One day, a little before after the month of Ramadaan, as I went to Makkah Mukarramah to perform Umrah, I saw clad in a very elegant turban and jubbah (long coat) of Syrian style, Hazrat Maulana Okarvi was performing Tawaaf (to circulate around the Ka'bah). I was very happy at this unexpected meeting. I complained that why did he not inform me about his arrival and why did he not stay in Jeddah? He said, "My program was made in a hurry so I could not inform you and I came straight to Makkah Mukarramah, due to fasting, so I could perform Umrah while fasting. I have just changed clothes after performing Umrah. And now, after the Tawaaf, we have to go to Ghaar-e-Saur (the Cave of Saur)." I said that, "You have come on a journey after surviving an assassination attempt, you must have a lot of weakness. You might have not even slept today. Right after coming back, you performed Umrah and now you want of go to the cave of Saur. For that, you need a lot of energy. You are fasting and the mountain of Saur is not an easy mountain. Climbing it is very difficult. I will only say this much that you may make a program of visiting it when your health is fully recovered. You keep coming so you can make a program of visiting the Cave of Saur some other time, besides the month of Ramadaan, when you have fully recovered. Hazrat said that, "I have already promised some other people and it is

important to fulfill a promise. Gracious Allaah will bestow blessings. You tell me, will you come with us?" I said that, "I will certainly go after completing my Umrah and finishing the Sa'yee (seven rounds of walking) of Safaa and Marwah (the two hills)." We promised to meet at As-Salaam Gate.

Along with Hazrat, there were fifteen people besides me. We went towards the Mountain of Saur in a conveyance. Now, the road has become very good and wide. In those days, there were not so many facilities. We had decided we would come back before aftaar. I already had the auspiciousness of climbing this mountain before and I was familiar with the pathway. The other people were climbing very energetically but the walk of Hazrat Maulana was exhibiting that he was having difficulty due to physical weakness. I again said that, "Hazrat, the promise has been fulfilled. You have come this far, this mountain is very high. Do not put yourself in difficulty. You could visit the top some other time." He said, "I will attempt. If Almighty Wills, someone weak like me might also be successful." Hazrat said that, "You may walk at your own pace. Do not worry about me, I will also come." All of us kept covering the path, but I was thinking about Hazrat so I kept looking back after every little while. All of a sudden, I saw that Hazrat was making a supplication by spreading his hands and was crying excessively. I could not move forward. I kept looking at Hazrat. We saw that, all of a sudden, a portion of cloud spread over some area of the mountain and it started raining, even though, there was sun all around and there was no influence of rain. I will never forget that rain. The water had rained in some unique style. I do not know what was in that rain or what kind of rain it was. This rain had given so much energy to Hazrat that when he picked up his steps, he only stopped at the cave. A group of Syrian people was also present there before us. Hazrat said that he will have a small mahfil (gathering to recite na'at and discourse) in this cave. The water of this rain had gathered in a hole nearby the cave. We all did wuzu (ablution) with it. By this, it can be well imaged, how much it rained in a few moments. Hazrat lead the Salaat and described that event of Hijrat-e-Nabavi (Migration of the Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) and also made us read poetry in the praise of Hazrat Aboo Bakr Siddeeq (Allaah be pleased with him). All of us, even the Syrian people, joined in it. After the speech, Durood and Salaam was recited. What a soul lifting gathering it was! After this, all of us said du'aa with tears in our eyes. Not a lot of time was left for aftaar and none of us had brought anything to eat. You have to be very careful while coming down a mountain. A slight mistake can also be very severe. Everyone was in a hurry to come down because very little time was left for aftaar and we were in a deserted area where even water for drinking was not possible to acquire. The Syrian and our own people as well were worried that we had become late but Hazrat Maulana was coming down the mountain very calmly. We had already seen

one miracle of rain from Hazrat and now the second miracle appeared in front of us. Which was that, now that we were at a short distance from ground level, we saw from the mountain, a cloth for food was spread out and there were fresh dates and also water. This provision was enough for a hundred people. All of us kept looking at one another at seeing this arrangement. The Syrians were also very happy. Like Zamzam, that water was very delicious and sweet and the taste of dates was also very good. From where were those dates, what kind of water was it, who had made the arrangement and from where had all of this come? Even today, I think about it and keep thinking about it. Definitely, because of Hazrat Maulana, it was a special bestowed blessing. He was a special and chosen bondsman of Almighty Allaah and the Holy Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam). After the aftaar, we read Maghrib there. I wanted Hazrat to go to Jeddah with me from there but Hazrat said that he would first go to Makkah Mukarramah with the fellows and would leave for Jeddah after reading the Salaat of Taraweeh.

The Syrians shook Hazrat's hand with much devotion, kissed his hands and said words of praise. All of them had only this much to say that they would definitely always remember that day. According to the promise that night, Hazrat came to my house after Taraweeh in Jeddah and stayed in my house. What should I describe about his graciousness? Whenever I would go to Karachi, Hazrat Maulana would make me stay in his house and would bestow generously. When Kaukab Miyaan came for the first time for Ziyaarat and Umrah, from Jeddah, went straight to Madinah Munawwarah. This was his routine, he would come after wearing ahraam (a special attire for performing Umrah) from Madinah. I took him with me to perform the first Umrah on Friday in the month of Ramadaan. The first Hajj he performed as well, he performed with me. Hazrat Maulana had given special attention to the training of this son of his. After shifting to the house of P.E.C.H. Society, Hazrat had increased his propagating activities. In this area, there would be a gathering between 'Asr and Maghrib in the house of one or the other every Sunday. Hazrat would give a brief speech. There would be a session of questions and answers and then there would be Durood o Salaam and du'aa. Kaukab Miyaan was trained to give speech and do qiraa'at (recitation) and read na'at in these gatherings. Hazrat Qutb-e-Madinah, Maulana Shah Ziyaa ud Deen Ahmad Qaadiri (Allaah have mercy on him) had immense love for Kaukab Miyaan, gave him a lot of blessings and would make him supplicate in gatherings. Kaukab Miyaan was also in charge of looking after the guests of Hazrat Maulana Okarvi in Karachi. Not in front of him but in front of us, Hazrat would praise this son of his a lot, with love and affection. Amongst the families of the religious scholars as well, Hazrat Maulana Okarvi is very prominent with this title that the environment of his house is very pious and Islaamic.

I have been living in the sacred Hijaaz for more than thirty years. Up till a few years, every year in the month of Hajj, I would put my own tent. Like this, I would also get the chance of looking after the scholars, holy men, friends and associates and would benefit from the scholars as well. Now, my health does not allow me and the government's restrictions keep increasing every year. However, I have this pleasure that the last Hajj of Hazrat Maulana Okarvi was also performed with me. After Hajj, he went to the tour of propagation in South Africa. His popularity was similar in every direction. He did enormous and true service of Faith and the religious path. His graciousness still continues and will, In Shaa Allaah, continue. He is counted amongst those personalities who are unforgettable. I can certainly say this: anywhere in the world where there are Urdu speaking Muslims, amongst them, there is still respect, devotion and love for Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi. And even today, the preserved voice of Hazrat is echoing in all directions. How fortunate was and is Hazrat Maulana Okarvi that he is remembered in reference to the remembrance of the Holy Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) and will continue to be remembered. A decade... has been passed since he has veiled from this world but there has been no decrease in his remembrance. Still today, blessed deeds are performed on his behalf in Madinah Munawwarah, Makkah Mukarramah and all around the world. Every person who has come to this world, will go back as this is the system of the Divine. In counting, Hazrat Maulana spent very few years in the world but these few years of his are more precious and blessed than the combined years of the lives of millions of people. And he has single handedly performed that work which cannot be performed by hundreds of organizations and millions of people. May Allaah permit his graciousness to be bestowed on people for many many more years...

Appeal

In 1973, Khateeb-e-A'zam Pakistan, Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi *(Allaah have mercy on him)* Established the Gulzar-e-Habib Trust and stated the construction of Jaame Masjid Gulzar-e-Habib Gulistan-e-Okarvi (Soldier (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) in Doli-Khaata Bazaar) Karachi, Pakistan on land dedicated for this purpose since 1903.

In 1980, under the management Gulzar-e-Habib *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)* Trust, Jaami'ah Islaamiyah Gulzar-e-Habib *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)* was established.

Al hamdu Lil laah according to the plan the construction work is still in progress. For the completion of these holy institutes (Masjid and Madrassah), please help yourself and also your associates for assistance (friends and family). May Allaah Ta' aalaa give you abundance blessings.

The holy shrine of Khateeb-e-A'zam, Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi *(Allaah have mercy on him)* is also being constructed within the boundaries of the Masjid Gulzar-e-Habib *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)*.

Gulzar-e-Habib Trust
Gulistan-e-Okarvi, (Soldier Bazaar), Karachi , Tel # (009 221) 3225 6532

Acc # Jaame Masjid Gulzar-e-Habib
010-2024-7, Branch Code # 0699
United Bank Limited (Kayani Shaheed Road Branch) Karachi

Acc # Jaami'ah Islaamiyah Gulzar-e-Habib
010-2619-5, Branch code # 0699
United Bank Limited (Kayani Shaheed Road Branch) Karachi

Acc # Mazaar Shareef Maulana Okarvi
010-1344-9, Branch code # 0699

United Bank Limited (Kayani Shaheed Road Branch) Karachi
The donations given to Gulzaar-e-Habib trust are exempted from Incom tax.

ACCOMPLISH DESIRE WITH REWARD

Mujad-did-e-Maslak-e-Ahle Sunnat 'Aashiq-e Rasool, Khateeb-e- A'zam Pakistan Hazrat Allaamah Maulana Muhammad Shafie Okarvi *(Rahmatul-Laahi 'Alaieh)* had announced with special permission that,

"if a person has any true need then he should read two rak'aat namaaz *Nafl* and pray to Allaah Ta'aalaa that by the mean of the 313 *As-haab-e-Badr* *(Radiyal-Laahu 'Anhum ajma'een)* fullfil my true need. If my desire is achieved then from the *As-haab-e-Badr* I will give 313 rupees for the construction of Jaame Masjid Gulzar-e-Habeeb, Gulistan-e-Okarvi (Soldier Bazaar) Karachi. In shaa Allaah his desire will be fullfilled."

Al Hamdu Lil Laah ! By the revelation of Hazrat Khateeb - e - A'zam *(Rahmatul-Laahi 'Alaieh)* till now millions of people has been gratified and graced.

Peoples true need is fulfilled, Masjid is also being gradually built. And they rewards of *Sadaqah-e-Jaariyah* with the grace of Allaah Ta'aalaa is been recieved. Masjid Gulzar-e-Habeeb as a big masjid of Karachi, it is one of its own kind.

Try to co-operate in its building. May Allaah Ta'aalaa give you excellent rewards.

Jaame Masjid Gulzar-e-Habib
(Gulzar-e-Habib Trust)
Doli Khaata, Gulistaan-e-okarvi
(Soldier Bazaar), Karachi
Tel : (009 221) 3225 6532
Account # 010-2024 -7 , Branch code # 0699
United Bank Limited
Kayani Shaheed Road Branch, Karachi.
gulzarehabibtrust@gmail.com